

نیزنگ ادب کی پانچویں پیشکش

گوئی دعا

(مجموعہ کلام)

یوسف بکیت

نیزنگ ادب پبلکیشنز
304/9/3 - 4-1، صدیق نگر، مشیر آباد
حیدر آباد - 48



جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ

نام کتاب : "گوئی دعا"

شاعر : یوسف یکتا

سن اشاعت : ۱۹۹۲ء

تعداد : ۵۰۰ (پانچ سو)

ترتیب و ترتین : شاعِل ارباب، ایم، اے، صدر بنیم عبرت، سکندر آباد

سرورق : محمد بشیر الدین

طباعت : اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار، حیدر آباد ۲

قیمت : ۴۵ روپے (عام خریداروں کے لئے)

۵۵ = (لائبریریوں کے لئے)

یہ کتاب آندھرا پردیش اردو اکاڈمی حیدر آباد
کی مالی اعانت سے شائع ہوئی ہے

ملنے کے پتے

- مصنف : مکان نمبر 2-RT/72، پرکاشم نگر (دوبرو حیدر آباد ایرپورٹ) سکندر آباد-۱۰۴
- ایم۔ اے، عزیز الجمیری، مہکار محل، پیراڈائز کالونز، متصل اکبر ہوسٹل، سکندر آباد
- نیرنگ ادب پبلیکیشنز، 304/9/3-4-1، مشیر آباد، حیدر آباد-48

انتساب

اپنی پیاری والدہ محترمہ کے نام
 جن کی شفقتیں اب بھی سایہ فگن ہیں

یوسف بکیت





میں اپنی اس تصنیف کو

محترم المقام عالی جناب الحاج مسعود عابد عبد القادر سیٹھ
اردو کے شیدائی شہر سکندر آباد کی ممتاز و مخیر شخصیت
کی نذر کرتا ہوں

جن کے پہلو میں ایک درد مند دل دھڑکتا ہے
اور ان کی بے پایاں شفقت میرے شاملِ حال ہے

- یوسف یکتا



نقوشِ اظہار

میرے اس مجموعہ کلام میں پیش کردہ میری
 یہ نظمیں، غزلیں اور قطعات میرے اظہار،
 کے دھندلے نقوش ہیں جو اپنے جذبوں
 کی ترجمانی کیلئے صفحہ قرطاس پر لفظوں
 کی صورت میں اُتر آئے ہیں۔

یوسف یکتا



فہرست

- ۱۱ دیباچہ ۔
- ۱۵ جناب یوسف یکتا ۔
- ۲۲ گونجی دعا کے شاعر ۔
- ۲۵ جناب یوسف یکتا سکندر آبادی ۔
- ۳۰ اپنا بیان
- ۳۳ بارگاہ رسالت مآب میں
- ۳۴ ان کا دامن نہ چھوٹے چاہے قیامت ہو جائے ۔
- ۳۵ نام احمد جو پیارا ہے ۔
- ۳۶ میرے آقا میرے سرکار کا دیدار ہو جائے ۔
- ۳۷ سرکار کامرے بڑا اعلیٰ مقام ہے ۔
- ۳۸ بیمارِ مدینہ ہوں یارب تو شفا دینا ۔
- ۳۹ نعت شریف ۔
- ۴۰ تیرے دینے کے بڑے ہاتھ ہیں دینے والے ۔
- ۴۱ نظیں
- ۱۵ حسن جنگا نوی
- ۲۲ شاعِل ادیب ایم اے
- ۲۵ شمیم نصری
- ۳۰ محمد ثنا اللہ ثانی
- ۳۳ مصنف
- ۳۴ نعتیں

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۵۰

۵۲

۵۳

۵۴

۵۶

۵۸

۶۰

۶۲

۶۴

۶۶

۶۸

۷۰

۷۲

الدعا مغز العبادات

دورِ حاضر

تخلیق کا کرب

گوئی دعا

فتحِ ممبئی

موت کی چھاؤں

نویہ

لبِ لبہ

ترغیب

مشاہدہ

اب شعلوں کا ناچ نہ ہوگا

قطعات

لبیک

عظمتِ وطن

آؤ بھاگ چلیں

نہیں معلوم

شغلِ صبح و مسا

خرابیِ قسمت

دلِ نئی باتیں

قطعِ تاریخِ ولادت

عیدِ قربان

زخمِ دنیا

دشمنِ جاں

داغِ دل

اہتمامِ خزاں

راہِ ہدایت

دورِ جائیں انقلاب سے

ہلالِ خوبصورت

۵۷

۵۹

۶۱

۶۳

۶۵

۶۷

۶۹

۷۱

غزلیات

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

بنارہا ہے کیوں اپنے گلے کا ہار مجھے ۔

اب آرزو ہے الہی کہ وہ مقام آئے ۔

نہ گلوں میں ہے وہ شگفتگی

کیسے منتظر ہیں ہم اپنا جام چھلکانے ۔

اے وہ زلف و خم کے شیدا

کسی کی تمنا کئے جارہا ہوں ۔

بے وفا تجھ کو پیار کرتا ہوں ۔

دلِ ناتواں کو دکھانے سے حاصل

اُدھر جو ڈھلکا ان کا آپخل

بدلا ہے یوں رنگِ عالم

یہی کہہ رہا ہے کسی کی جوانی

رگِ دپے میں سمار ہے ہو تم

گزارنی ہیں زلیست کی

دوستی کیا ہے دشمنی کیلئے

پیرانِ طریقت سے بے بات ہوئی ہے ۔

بے تابی دل کا ہم شکوہ

آدابِ محبت کے قرباں

بانٹ لیں ہم اگر غمِ انساں ۔

زردار کا جہاں میں ٹھکانہ ہے آج کل ...

- ۹۴ مجھے جذبِ دل آزمانے کی خاطر۔
- ۹۵ کب تک یہ تقدیر کا شکوہ۔
- ۹۶ ظلمتوں میں ہے ہر سو بکھر۔
- ۹۸ لٹ گئے ہم سرِ محفل تو....
- ۹۹ حسنِ بازار میں بکتا ہے کتابوں کی طرح...
- ۱۰۰ بڑی خراب ہے دنیا بڑے خراب ہیں لوگ
- ۱۰۱ چمن میں اپنے نہ آئی بہار برسوں سے
- ۱۰۲ ہے سچ سچ یہ جینا یا کہ.....
- ۱۰۳ اور ذکرِ بتاں ہوتا ہے۔
- ۱۰۴ قدم قدم پہ گرا ہوں تمہیں پکارا ہوں۔
- ۱۰۵ غم دے کے خوشی لینے کو تیار نہیں ہوں۔
- ۱۰۶ آپ کے تو کیا کہتے آپ تو ہیں ہر جانی۔
- ۱۰۷ ہیں کہیں رنج و الم اور کہیں رقص و سرور
- ۱۰۸ وہ غریب الدیار کیسے ہیں۔
- ۱۰۹ جو اپنے ہیں انہیں بے آبرو نہیں کرتے۔
- ۱۱۰ کیسے یہ روز و شام لے ساقی۔
- ۱۱۱ اہل دل اہل فن اہل ثروت ملے۔
- ۱۱۲ یا دتیب ساری دعائیں آئیں
- ۱۱۳ یکتا میاں بھی صاحبِ دیوان ہو گئے۔
- ۱۱۴ ادھر بھی کچھ مرے سرکار دینا۔

- ۱۱۵ عجیب حال خدا یا ترے جہاں میں ہے۔
- ۱۱۶ فاصلہ کچھ نہ تھا دو مکانوں کے بیچ۔
- ۱۱۷ قدم قدم پہ پہ اک لمحہ ذکرِ یار کرو۔
- ۱۱۸ تا ۱۱۹ کس قدر موت آسان ہے۔ اور دیگر غزلیں
- ۱۲۰ مزاحیہ کلام
- ۱۲۱ کیا کھاتا ہے بھیجتا کیا ہے۔
- ۱۲۲ صرف اڈلی کھلا دیجئے۔
- ۱۲۳ جس کا اونچا مکان ہے پیارے
- ۱۲۴ تو نے یکتا یہ کس کو پھانسا ہے۔
- ۱۲۵ ”ماؤ ڈو یو ڈو“ مزاح کیسا ہے۔
- ۱۲۶ مُفت کا ہم کو مال نکورے
- ۱۲۷ ہم تو چھپ چھپ کے روز پیتے ہیں
- ۱۲۸ چھوٹا لونڈا بڑا دلندر ہے
- ۱۲۹ پر میز نہیں کرتے دوا کھاتے ہیں
- ۱۳۰ کینچم اُندو اور دیگر مزاحیہ غزلیں
- ۱۳۱ تا ۱۳۲ دلِ دوستاں سلامت (تاثرات)
- ۱۳۳ [مسرِ صلاح الدین نیئر، رئیسِ انتر، اظہر افشر
- ۱۳۴ شاعِلِ ادیب، ریاستِ علی تاج، رضا وصفی اور
- ۱۳۵ دیگر ہم عصر
- ۱۳۶ اظہارِ تشکر۔

گوئی دعا کا بولتا شاعر

جناب یوسف کیٹا کا فکری سفر تقریباً پچھلی تین دہائیوں پر محیط ہے اس دوران وہ ریاست کے مختلف شہروں میں اپنی سرکاری ملازمت اور اہم عہدوں کی گونا گوں مصروفیتوں میں الجھے رہے۔ انہیں اتنی فرصت ہی نہ ملی کہ وہ اپنی چیدہ چیدہ تخلیقات کو مجتمع کر کے ان کی دروہست کرتے۔ ہر چند کہ انہوں نے نظم، غزل، حمد، نعت، شریف، قطعات کے علاوہ متعدد مزاحیہ غزلیں اور نظمیں بھی کہی لیکن اس بسیرا کوئی کے باوجود جب انہیں اس زیر نظر مجموعہ ”گوئی دعا“ کی ترتیب کا خیال آیا تو وہ ساری تخلیقات دستیاب نہ ہو سکیں جنکی شمولیت اس شعری مجموعہ کی ضخامت اور اہمیت کو بڑھا سکتی تھی۔ لیکن مسرت اس بات کی بھی ہو کہ اس انتخاب میں وہ سب رطب و یابس شامل نہیں جو مکمل سرمایہ سخن کے نام پر کتاب میں ٹھونس دیا جاتا ہے اور قاری کے ذہن کو مرحلہ در مرحلہ سے گزرا پڑتا ہے۔ یوسف کیٹا کی شخصیت خود نمائی اور خود ستائی کے غیب سے ہمیشہ پاک رہی ہے۔ وہ ادب میں خود تشہیری کے برخلاف صراطِ مستقیم کے مردِ راسخ اور قناعت، دیانت داری اور استغنا کے قائل رہے ہیں اور وہ حلقہٴ ادب و شعر میں نہایت عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کی سنجیدہ اور غیر سنجیدہ تخلیقات ملک کے متعدد رسائل میں تقریباً

پچھلے دو دہوں سے مسلسل شل ہو رہی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام
شعری و ادبی سطح پر محتاج تعارف نہیں ہے۔

ایک حساس تخلیق کار اپنے گرد ہونے والے حادثات، واقعات
اور تبدیلیوں سے اپنے آپ کو الگ نہیں رکھ سکتا، وہ کچھ دیکھتا ہے اور
محسوس کرتا ہے وہی اظہار بن کر صفحہ قرطاس پر منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔
ایسے احساسات اگر کسی مخصوص رجحان کے تحت آجائیں تو تخلیقی کرب کی
آہ کھو بیٹھتے ہیں اور تخلیق کی بجائے وہ محض پروپگنڈہ بن جاتے
ہیں۔ ایک اچھا تخلیق کار حکایات، خوں چکاں کی تحریر میں بھی اپنے پیرہن
کو سرخ ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔ آج کے عہد میں زندگی کے ہر شعبہ میں
سیاست داخل ہو چکی ہے۔ سیاست نے مذہب کو بھی اپنی گرفت میں
لے لیا ہے۔ آج کا ادیب و شاعر جس معاشرہ میں سانس لیتا ہے اس کی
رگ و پے میں سیاسی عوامل کی دخل اندازی ہے۔ اس لئے تخلیق کار نہ
چاہتے ہوئے بھی معاشرتی کشمکش، فروداریت، عدم مساوات، جبر و استحصال
ایسے سیاسی و سماجی موضوعات سے اپنے قلم کو نہیں بچا سکتا، کیونکہ یہ
زندگی کے لوازمات ہیں سے ہیں۔ یوسف یکتا کی شاعری بھی زندگی کی شاعری
ہے۔ ان کے احساسات کی لہو کی رو میں زندگی کی قدروں کی شکست و سخت
طبقاتی کشمکش کے خلاف احتجاج، انسانی درد مندی رچی بسی ہے۔ انہوں
نے اپنے فکری اظہار کے لئے اپنے ذہن کو کسی فکری رویت سے دانستہ طور
پر وابستہ کرنے کی شعوری کوشش نہیں کی اور نہ اپنے تخلیقی رویہ کو کسی محدود
نظریہ حیات کا اسیر بننے دیا۔ ان کی شاعری میں اپنے عہد کے مسائل، سماجی
اور سیاسی کوائف، معاشرہ، سماج اور حالات کا درد اور زندگی کے گرد و پیش

کے علاوہ ان کے اپنے جمالیاتی عہد کی دبی دبی چنگاریوں کی آغ بھی ملتی ہے جسے افتادِ زمانہ نے سرد سرد کر رکھا ہے۔

یوسف یکتا کی شاعری کے طویل سفر کے عہد میں 'ادب میں نئی تحریکوں اور نئے رجحانات نے جنم لیا' ادبی نظریوں نے ہئیت بدلی، نقطہ ہائے نگاہ میں تبدیلیاں بھی آئیں لیکن ان کی طبعی فکر نے محض تقلیدی جنوں میں اپنی روش اظہار و فن نہیں بدلی۔ انہوں نے اپنے شعری عمل کو روایت و جدیدیت کے حصار سے دور رکھ کر مہمل گوئی سے خود کو بچائے رکھا اور اسلوب سخن میں سلاست اور معنویت کو اہمیت دی۔ تخلیق کار بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے اسے اتنی مہلت ہی کہاں ملتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مسائل، مصائب، اپنی شکست و ریخت اور ہنگامہ آرائیوں میں اپنے سرمایہ اظہار کی خود احتسابی بھی کرے اگر اس کا یہ سرمایہ فکری نا پختگی سے بچ کر لفظ و معنی کی شکل میں فنی اختلال اور افراط و تفریط کی قباحت کے بغیر ہی منصفہ شہود پر آ جائے تو بڑی بات ہے۔

یوسف یکتا کی شاعری میں جہاں جہاں سیاسی سماجی اور عصری میلانات کے موضوعات راست یا بال راست آتے ہیں وہاں پر ان کے زبان و بیان کی اختلال پسندی نے اسے تشہیری مواد کی شاعری کے چنگل سے الگ کر لیا۔ فرقہ وارانہ جنوں کی تباہ کاریاں، غصتوں کی بے حرمتی، جوان لاشوں کی تیغ زنی، بے منصفی، لاچارگی، سماجی جبر و استحصال، عدم مساوات، قدروں کی تذلیل، ذات کی شکست و ریخت ایسے موضوعات و مسائل انہیں مضطرب و کربناک کر دیتے ہیں اور یہ واقعہ

پران کے احساس کی چیخ بن کر فضا میں پھیل جانا چاہتی ہے لیکن ہر بار یہ چیخ اپنی آواز کھودیتی ہے اور شاعر کی "حرف دعا" بن جاتی ہے۔ لیکن یہ دعا غرش تک نہیں جاتی۔ عدالت بے منصفی میں مجرمین سرخرو ہیں اور بے گناہ رسن و دار پر۔ ہاتھ جو جبر کے خلاف اٹھتے ہیں کٹ جاتے ہیں۔ استبداد کے خلاف جو ہونٹ ہلتے ہیں ان کی آواز کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جاتا ہے۔ دیانت داری، شرافت نفسی، انسانیت، اخلاقی قدریں سب سماجی استحصال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کوئی نہیں جو قاتل و مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ چیخ کیوں حلق سے نکل نہیں پاتی — آواز کیوں زمین و آسمان کو سنائی نہیں دیتی۔ دعا کیوں مقبول نہیں ہوتی۔

کیوں، 'حرف'، 'ہونٹ'، 'آواز'، 'چیخ'، 'دعا' —
 "گو نگی دعا" بن گئے ہیں — کیوں — ؟

محمد جلیگاری

شاعِلِ ادیب، ایم نلے

جناب یوسف یکتا

سکندر آباد کے بزرگ شاعر



کسی کی بزم کو یہ آرزو مدام رہی
کہ اس کی بزم میں یکتا سا خوش کلام آئے

جناب یوسف یکتا سکندر آباد کے نہایت ہی کہنہ مشوق بزرگ شاعر ہیں۔ آپ سکندر آباد کے نمائندہ شعراء علامہ اشرف افتخاری، عبرت سکندر آبادی، ڈاکٹر رنگاراؤ رنگین، منیر الدین وقار شوق سکندر آبادی، اور سید عزیز الدین رضواں کے ہم عصر رہ چکے ہیں مذکورہ شعراء میں اب صرف سید عزیز الدین رضواں اور جناب یوسف یکتا ہی بقید حیات ہیں باقی سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سکندر آباد کے ان دونوں بقید حیات بزرگ شعراء میں دونوں کا رنگ الگ الگ ہے اور دونوں اپنے فن اور شاعری میں انفرادیت اور استادانہ مقام رکھتے ہیں۔ جناب سید عزیز الدین رضواں سکندر آباد میں علامہ اشرف افتخاری مرحوم کے بعد تصوف کے دوسرے بڑے استاد شاعر ہیں اور جناب یوسف یکتا سنجیدہ شاعری میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے۔ جناب یوسف یکتا ۱۹۲۷ء میں محلہ عثمان پورہ حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم چنچل گورہ حیدرآباد میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ چار گھاٹ ہائی اسکول کے ذہین طالب علم رہے ہیں۔ تحصیل علم کے بعد آپ ریاستی حکومت میں ملازم ہو گئے اور چند سال پہلے حکومت آندھرا پردیش کے محکمہ صنعت و حرفت محکمہ تعلیمات اور فٹنری ڈپارٹمنٹ میں اکونٹس آفیسر کی کامیاب خدمات انجام دیتے ہوئے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہو چکے ہیں۔

جناب یوسف یکتا کو شعر و شاعری کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا اس زمانے میں محلہ عثمان پورہ میں اردو کے سائنڈ استاد شعراء حضرت علی اختر سید رضی الدین حسن کیفی عبد القیوم باقی خورشید احمد جامی اور عارف ابوالعلائی کی سکونت اور موجودگی اور ان کی اپنی نسل کے شعراء مسلسل نظر سے حیدرآبادی حسین شاہ سردار الہام اور اوج یعقوبی (محبضوں نے بعد میں اردو میں بڑا نام کھایا) کے حجم غفر نے ان کے ذوق شعری کو خوب جلا بخشی جناب یوسف یکتا کو ان لوگوں سے نہ صرف رسم و راہ تھی بلکہ وہ ان کی ادبی محفلوں اور مشاعروں میں شرکت بھی کرتے تھے اور ان میں اپنی تخلیقات پیش کرنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔

جناب یوسف یکتا کا شعری سفر تقریباً گزشتہ ۳۵ سالوں سے جاری و ساری ہے۔ آپ کو لغت، غزل، نظم، قطعات اور دیگر کئی اصناف سخن میں طبع آزمائی کا ملکہ حاصل ہے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ اپنا کلام اپنے تدریسی اساتذہ حضرت جلال لکھنوی حضرت قدرت اللہ رازہ اور مفتوں حیدرآبادی کو دکھاتے رہے۔ بعد ازاں استاد شاعر حضرت عارف ابوالعلائی (والد جناب انجم عارفی و ڈاکٹر امیر عارفی) سے منسوب ہو گئے۔ آپ صرف شعر کہتے اور مشاعرے پڑھتے ہی نہیں بلکہ

اردو کو ترقی و ترقی کے لئے سکندر آباد کی ان گنت ادبی انجمنوں سے نمایاں طور پر منسوب بھی رہے ہیں۔ جن میں اردو فورم (صدر) کاروان ادب (نائب صدر) بزم عبرت (سرپرست اعلیٰ) اور محبان اردو (سرپرست اعلیٰ) قابل ذکر ہیں۔

اب آئیے ذیل میں مختلف اصنافِ سخن میں جناب یوسف یکتا کے چند منتخب نمونے ملاحظہ فرمائیے۔ جناب یوسف یکتا ایک نیک سیرت پاک طینت خدا پرست اور رسولِ خدا محمد مصطفیٰ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے انسان ہیں، ان کی ان گنت نعتیں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو کر بے حد مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ ذیل میں ان کی نعت کے چند شعر پیش ہیں ان میں زبان کی سادگی بھی خوب ہے۔

نام احمد جو پیارا پیارا ہے	بس اسی نام کا سہارا ہے
گر رہا ہوں قدم قدم پر مگر	ہر قدم پر تمہیں پکارا ہے
دامنِ پاک سے ہوں وابستہ	اس سے بڑھ کر بھی کیا سہارا ہے

جناب یوسف یکتا کے یہاں نظموں کی بھی کثیر تعداد ملتی ہے۔ نظم نگاری میں ان کی مہارت کے تعلق سے ان کی ایک کامیاب آزاد نظم پیش خدمت ہے۔ عنوان ہے ”گونگی دعا“ موصوف نے اپنے شعری مجموعہ کا نام بھی ”گونگی دعا“ ہی رکھا ہے۔

عمر بڑھتی ہے تو
بڑھ جاتی ہے ہر شے کی ہوس
میں نے دیکھا ہے دم نزع کئی لوگوں کو

کیلیپاتے ہوئے ہونٹوں سے دعا کرتے ہیں
اور جینے کے لئے

غمر دو روزہ کے نہر اب کو پینے کے لئے
اور ایسے بھی کئی لوگوں کو دیکھا میں نے
عرصہ دہر میں جو آہ و بکا کرتے ہیں

لبستر مرگ پر

جینے کی دعا کرتے ہیں۔

جناب یوسف یکتا ایک کامیاب غزل گو شاعر بھی ہیں۔ ان کی
غزل میں غزل کے تمام عوامل و عناصر، روایت و جدت، داخلیت و
خارجیت، غم و جلال و غم و دریاں، قومی، بکھیتی اور انسان دوستی وغیرہ سبھی
موضوعات ملتے ہیں۔

راقم الحروف کی نثری تصنیف ”حروفِ نابندہ“ کی تقریباً رسم اجراء
میں موقوف پروفیسر گلبرگہ یونیورسٹی جناب رزاق فاروقی نے ادبی اجلاس
کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اردو زبان صرف اردو زبان ہی نہیں
بلکہ یہ مشترکہ قومیت کی زبان بھی ہے اس نے اپنی ابتداء سے آج
تک قومی بکھیتی اور انسانی بھائی چارگی کے ان گنت گیت گائے ہیں لہذا
اس سلسلے میں جناب یوسف یکتا کے بھی اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

خلوص و پیار بڑھے ایسا کاروبار کرو

روائے بغض و عداوت کو تار تار کرو

سو کھ جائیں نہ ہمیں پیار کے اخلاص کے پھول

اے نگہبانِ وطن ان کی حفاظت کیجئے

کیا حسیں دور تھا ہم تھے شیر و شکر
 فاصلہ کچھ نہ تھا دو مکالوں کے بیچ
 جناب یوسف بکیتا کی غزل کے چند اور شعر دیکھئے گا۔
 اب آرزو ہے الہی کہ وہ مقام آئے
 یہ زندگی بھی کسی زندگی کے کام آئے
 ہمیں تو کشمکش روزگار نے مارا
 نہ ہم چین کے ہوئے اور نہ نیر دام آئے

بتا رہا ہے کیوں اپنے گلے کا پار مجھے
 گرا نہ دے کہیں نظروں سے اُتایا رہے مجھے
 خیالِ خام ہے تیرا کہ تجھ سے دور ہوں میں
 ترے قریب ہوں جی چاہے جب پکار مجھے

بہارہ میں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا کرتا
 خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار مجھے

بانٹ لیں ہم اگر غمِ اُتال
 باغِ انسانیت نہ ہو ویراں

تقیافت ہے غمِ سہ کے خواہش بہنا
 فقط اک ترے مسکرانے کی خاطر

اہلِ دل اہلِ فن اہلِ ثروت ملے
لوگ جتنے ملے بے مروت ملے

ہیں کہاں مرشدانِ خوش اطوار
بک رہا ہے ٹکے ٹکے النساں

امیدِ گلستاں الیوں سے اے حضرت یکتا کیوں کر ہو
جو پھول کا دامن سی نہ سکے تنظیمِ گلستاں کیا کرتے

اب آخر میں جناب یوسف یکتا کے دو قطعات ملاحظہ فرمائیے۔

دشمنِ جاں کو یار ہی سمجھا
اس کی نفرت کو پیار ہی سمجھا
کچھ نہ آیا سمجھ میں اے یکتا
میں خزاں کو بہار ہی سمجھا

شامل ہمارے حال میں تیرا کرم نہیں
مگر منحرف ہے ہم سے زمانہ تو غم نہیں
جب چاہیں پھیر سکتے ہیں دنیا کے رخ کو ہم
ڈر جائیں انقلاب سے ایسے تو ہم نہیں

تاہم جناب یوسف یکتا سکندر آباد کے کہنے مشقِ بزرگ استاد

شاعر ہیں آپ مسلسل کئی برسوں سے آکاش والی سے اپنا کلام نشر کرتے آرہے ہیں اور آپ سکندر آباد کے پہلے شاعر ہیں جنہیں دور روشن میں سکندر آباد کی نمائندگی ملی۔ علاوہ ازیں آپ سالہا سال یہ مسلسل ان گنت رسائل و اخبارات میں چھپتے آرہے ہیں۔ جن میں ماہنامہ شبِ خوں (والہ آباد) ماہنامہ نیا دور (لکھنؤ) ماہنامہ بیسویں صدی (بانو دہلی) ماہنامہ سب رس (حیدر آباد) ماہنامہ صبحِ امید (بجی) وغرہ قابلِ ذکر ہیں جناب یوسف یکتا کا لہذا وہ سحر آگئیں ترنم بھی ان کی شاعری کے ساتھ سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے۔

پھاڑیں وہ لاکھ گلا جینیں وہ صد ہا یارو
بات یکتا کے ترنم کی کہاں آئے گی



جناب شمیم نعتی صاحب

گوئی دعا کے شاعر جناب یوسف یکتا میری نظر میں

گوئی دعا کے شاعر جناب یوسف یکتا محتاج تعارف نہیں ہیں
میں اوائل عمر ہی سے موصوف کا کلام مختلف رسائل میں پڑھتا رہا ہوں
سکندر آباد کی ادبی محافل میں جب شرفِ نیاز حاصل ہوا تو مجھے اس
بات پر بے حد مسرت ہوئی کہ مجھے ایک اچھے اور سنجیدہ شاعر کو
سننے سنانے کے علاوہ ایک شریف النفس انسان سے ملاقات
کا شرف حاصل ہوا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں
اچھے انسان خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ پروردگار نے جناب یوسف یکتا
کو کردار کے حسن و جمال سے نوازا ہے اور موصوف اپنی عادات و اطوار
کی پاکیزگی کے باعث ایک دلکش شخصیت کے حامل ہیں۔

جناب یوسف یکتا کا شمار حیدرآباد کے بزرگ شعرا میں ہونے
لگا ہے۔ موصوف گذشتہ ۳۰ - ۳۵ سال سے شعر کہتے ہیں موصوف
ریاستی حکومت کے کئی ذمہ دار عہدوں پر رہے مگر بزرگوں کی تربیت
اور خاندانی شرافت نے غرور و تکبر سے محفوظ رکھا۔ جناب یکتا کے

مزاج میں بے انتہا فروتنی پائی جاتی ہے وہ احباب سے اس قدر ٹوٹ کر ملتے ہیں کہ ہر شخص انہیں اپنا سمجھتا ہے۔

جناب یوسف یکتا بنیادی طور پر نہایت سنجیدہ اور پرگو شاعر ہیں۔ وہ ہر صنفِ سخن پر طبع آزمائی کرتے ہیں۔ مگر غزل ان کی محبوب صنفِ سخن ہے۔ موصوف کے کلام میں سوز و گداز اور فکری بلندی کے ساتھ ساتھ سلاست و روانی بھی پائی جاتی ہے۔ روایات کے پیرہن میں مسائل کو نہایت ہاندت سے پیش کرتے ہیں۔ عشقِ نبیؐ سے ان کا دل سرشار ہے وہ حبِ نبیؐ صلم کا اظہار دل کی گہرائیوں اور عقیدتِ مندی سے یوں کرتے ہیں کرتے رہیں گے ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰؐ اب واسطہ نہ ہو گا کسی اور کام سے

کہتے ہیں جس کو یوسف یکتا تمام لوگ سرکار کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے

موصوف کے کلام سے اور بھی نعتیہ اشعار بطور نمونہ پیش کئے جاسکتے ہیں جن سے خاتم النبیین صلم سے والہانہ عشق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ جناب یکتا خالصہ غزل کے شاعر ہیں اور ان کا انداز غزل سرائی قارئین و سامعین دونوں کو متاثر کرتا ہے۔ ذیل کے چند اشعار ان کی غزل گوئی کے ستھرے نمونے ہیں۔

روپ بدلنے کے فن میں تو حضرت یکتا ماہر ہیں
دیوانوں میں دیوانے ہیں فرزانے فرزانوں میں

جناب یکتا کی باتیں عجیب باتیں ہیں
خراب ہم ہی ہیں یا وہ کہاں خراب ہیں لوگ

الٹی بساط ایسی یہ کیا ماجرا ہوا
جو کم سخن تھے لوگ بہت بولنے لگے

بہاریں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا یکتا
خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار تجھے

اہل دل اہل نظر ہی تو تڑپتے جا رہے ہیں
حال مفلس کا کہاں سب یہ عیاں ہو رہے ہیں
”گو نگمی دعا“ جناب یوسف یکتا کی ایک عمدہ تاثراتی نظم ہے
انہوں نے اپنے مجموعہ کلام کا تا قلم بھی یہ ہی رکھا ہے۔ میں جب
”گو نگمی دعا“ کے مسودہ کو پڑھ رہا تھا تو گو نگمی دعا کا ایک ایک لفظ
بولنے لگا۔ امید کہ موصوف کا یہ مجموعہ کلام فریور طباعت سے آراستہ
ہو کہ ضرور مقبولیت عام حاصل کرے گا۔

شمیم نظر
مشیر آباد - حیدر آباد

طراکٹر محمد ثناء اللہ ثانی

ایم۔ اے، اسلامک اسٹڈیز
ایم۔ اے، لیٹریچر

”گونگی دعا“ کے شاعر جناب یوسف یکتا سکندر آبادی

جناب شاغل ادیب میرے عزیز ترین ادیب دوست ہیں۔ ان دنوں وہ سکندر آباد کے کہنہ مشوق بزرگ شاعر جناب یوسف یکتا صاحب کے مجموعہ کلام ”گونگی دعا“ کی ترتیب و تنہی میں مصروف ہیں انہوں نے چند دن قبل جناب یوسف یکتا کا تعارف مجھے کرایا اور ان کے مجموعہ کلام ”گونگی دعا“ کا مسودہ میرے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا کہ مجھے اس پر اپنے تاثرات لکھنا ہے۔ یہ سن کر میں کچھ لپس و پیش میں پڑ گیا۔ لیکن یکتا صاحب کے خلوص اور شاغل صاحب کے اصرار نے مجھے مجبور کر دیا۔ ”گونگی دعا“ کے مطالعہ کے بعد جو تاثرات میرے دل میں جگمگاتے اور جو تصریحات میرے ذہن میں ہلہلا اٹھیں انہیں ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔

حیدر آباد اور سکندر آباد دونوں جڑواں شہر ہیں۔ حیدر آباد فرخندہ بنیاد، علم و فن، شعر و ادب اور صحافت میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ لیکن ان دنوں سکندر آباد میں بھی اردو سماج کے استحکام

اور شعر و ادب کے ذوق کو عام کرنے کے لئے قابل قدر خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔ سکندر آباد میں اردو سکندر آباد کی ادبی انجمنیں سکندر آباد کے شعرا کے تعارفات اور سکندر آباد پر دیگر کئی ادبی و تحقیقی مضامین (جو شاغل ادیب صاحب کی تحقیق و تحریر کے مرہونِ منت ہیں) سے پتہ چلتا ہے کہ سکندر آباد میں اردو کی ترقی و ترقی ۱۹۴۷ء میں یعنی آزادی کے بعد ہی سے تیز تر ہونے لگی۔ ۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۲ء کے دور میں سکندر آباد میں ۳۰ تا ۳۵ نامزدہ شعرا و ادبا کے اسمائے گرامی ملتے ہیں جن میں ایک اہم نام جناب یوسف یکتا کا بھی ہے۔

جناب یوسف یکتا میرے والد محترم ڈاکٹر عبد الصمد صدیقی کے اہم شاعر دوست ہیں اور یہ دونوں ایک ساتھ سکندر آباد کے ان گنت مشاعرے پڑھ چکے ہیں۔ جناب یوسف یکتا ایک با اخلاق شخصیت اور پُر خلوص طبیعت کے مالک ہیں۔ ان کی شاعری کا انداز بیان انہیں کے ایک مقطعہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

کیا بات تھی جانے کیوں ان کی آنکھوں میں آنسو آہی گئے
 اندازِ بیاں تیرا یکتا دل گیر ہے دل آزار نہیں
 جناب یوسف یکتا ایک سچے عاشقِ رسول ہیں۔ بارگاہِ رسالت
 مآب میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں شفاعت کے طلبگار ہیں
 ان کا دامن نہ چھوٹے چاہے قیامت ہو جائے
 داورِ حشر کو بھی میری صداقت ہو جائے
 ہے بہت اپنے گناہوں سے پریشاں یکتا
 یا نبیؐ روزِ جزا اس کی شفاعت ہو جائے

جناب یوسف یکتا یقین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اور وہ اسی کو فتح و نصرت کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

ۛ اہل ایمان تھے وہ خوفِ خدا تھا ان کو ہو گئے پاد بہرہ جو تھے ہمت والے

جناب یوسف یکتا کو بڑھتے ہوئے الحاد کا پورا پورا شعور ہے۔ اہل اسی لئے وہ شمعِ توحید کو جلانے رکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ۛ دورِ الحاد ہے ایمان بجائے رکھیے شمعِ توحید سدا دل میں جلانے رکھیے

نظم ”گوئی دعا“ (جو یکتا صاحب کے مجموعہ کلام کا عنوان بھی ہے) بہ ظاہر ایک مبالغہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس نظم میں شاعر نے زندگی کی حقیقتوں کی بہترین عکاسی کی ہے۔

ۛ عرصہ زلیست میں تو آہ و بکا کرتے ہیں بسترِ مرگ پہ جھینے کی دسا کرتے ہیں

ایمان و یقین کے بغیر انسان کو سکون نہ مشرق میں میسر ہے اور نہ ہی مغرب میں۔ اس ایمان فروشی کی تصویر ان کی نظم ”نوید“ کے آخری شعر میں ملاحظہ فرمائیے۔ کہتے ہیں

ۛ مشرق میں سکوں ہے نہ مغرب میں آرام سے ہے انسان کہاں آرام جہاں تو کیا جانے اے راحتِ دل اے راحتِ جاں

جناب یوسف یکتا کی نظموں میں ”اب شعلوں کا ناپاچ نہ ہو گا“

”مشاہدہ“ اور ”ترغیب“ بھی بڑی پُر مغز، اثر انگیز اور کامیاب نظمیں ہیں۔ نظم ”ترغیب“ کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

سیخ ہاں تیخ خوں آسٹام اٹھانی ہوگی
محفلِ زلیست کی رونق کو بڑھانے کے لئے

ہاں بسنفل وقت کی زنجیر بھانا ہوگا
حال مخلوق کا خالق کو سنانا ہوگا

جناب یوسف یکتا نے دعا، نعت، نظم، غزل، اور نثر تمام تر اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ سن سے ان کے وسیع مطالعہ اور گونا گوں تجربات کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی شاعری زندگی اور معاشرے کی حقیقتوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ ان کی شاعری کے مطالعہ کے بعد ہم یہ بات بڑے اطمینان کہہ سکتے ہیں کہ یکتا صاحب صرف ایک کامیاب شاعر ہی نہیں بلکہ یکتا نے زمانہ بھی ہیں۔ ان کے کلام میں اقبال کی خودی جوش کا جوش، امجد کا تیکھا پن، میر کی سادگی اور اکبر کا طنز پوری طرح نمایاں ہیں۔ موجودہ پر آشوب زندگی اور اولاد کی بے اعتنائی کا منظر اپنی ایک نثر میں انہوں نے نہایت خوبصورت انداز میں کھینچا ہے کہتے ہیں :

کیا کماتا ہے بھیجتا کیا ہے
ایسے لونڈے تجھے ہوا کیا ہے

ان کے نثر کے چند اور شعر دیکھئے

دیکھ اچھی طرح اجالے میں - گھپ اندھیرے میں دیکھتا کیا ہے
دل دیا ہے تو جان بھی دیدے۔ ایسے نادان! سوچتا کیا ہے
اے انپشن بھی بک گئی یارو - پاس کیا کے اب بچا کیا ہے
جناب یوسف یکتا کے قطعات بھی خوب ہیں۔ یکتا صاحب کو

غزل میں بھی کمالِ خاص حاصل ہے۔

۵۔ گزاری ہیں زلیست کی ابھی تو اور ساعتیں
یہ ربخ و غم، مہنسی خوشی، مزے مزے کی آفتیں
انسان کی بے راہ روی پر ضربِ کاری ملاحظہ فرمائیے۔

۶۔ انسان کے کرتوت سے بیکتا

کانپ اٹھا ہے غرشِ اعظم

جناب بیکتا کے مجموعہ کلام میں ان کی چھوٹی بحر کی اس طرح کے یہ اشعار واقعی Master piece ہیں۔

۷۔ ہم تو نظرِ کرم کے طالب ہیں - دشمنی کیا ہے دوستی کیا ہے

”دل گیا رونقِ حیات گئی“ - بھگیا دل تو زندگی کیا ہے

بندگی کا جو حق ادا نہ ہوا - بندہ کیسا ہے بندگی کیا ہے

لمحہ جو لوگ ٹوٹے صہیں - ان سے پوچھو کہ دل لگی کیا ہے

غم کا حاصل خوشی ہے اے بیکتا - گرنے ہو غم تو پھر خوشی کیا ہے

امید ہے کہ یہ چند سطور جناب یوسف بیکتا کی شخصیت و فن کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعہ کلام کو مقبولیت عطا کرے۔ اور اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بنائے۔

ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ثانی

ایم اے اسلامک اسٹڈیز

ایم اے (لینگویجس)

اپنا بیان یوسف یکتا

میری پیدائش ۱۹۲۷ء میں حیدرآباد کے محلہ عثمان پورہ میں ہوئی یہ وہی محلہ ہے جہاں شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی کا بھی قیام رہا (ہمارا مکان اس مکان کے روبرو تھا)

چنچل گورہ کے جس اسکول میں میری تعلیم ہوئی اور وہاں جو اساتذہ درس و تدریس سے وابستہ تھے ان کی شعر و ادب سے راست وابستگی نے میرے ادبی ذوق کو اور جلا بخشی۔ ان اساتذہ میں نامور شعراء حضرات شیخ محبوب مفتول (والد بزرگوار جناب عبدالقادر حبیب مرہوم لندن) حضرت قدرت احمد راز (شاگرد حضرت جلیل مانگ پوری) حضرت جلال لکھنوی، حضرت عبدالقدیر قدیر (والد بزرگوار محترمہ قدیر جہاں قدیر) قابل ذکر ہیں۔ اور جس محلہ میں میں مقیم تھا وہاں حضرت علی اختر، حضرت کیفی، حضرت باقی، حضرت خورشید احمد جامی اور حضرت عارف ابو العالی ایسے مدبران سخن اور میرے ہم عصر ادیب و شاعر نظر حیدر آبادی، ڈاکٹر حسینی شاہد، حضرت سردار الہام، حضرت آونہ یعقوبی کا جم غفیر تھا۔ ان دنوں طرحی مشاعرے اور ادبی اجلاس بڑی پابندی سے ہوا کرتے تھے اور منفرد شاعر و ادیب کی تخلیقات پر تنقیدی

بھٹیں ہو کر تھیں ان محفلوں میں میں اپنی شعری تخلیقات پیش کیا کرتا تھا اسی شعری ماحول اور فضا نے میری فکر کو نکھارا اور پچھلے تیس سال سے شعر کہہ رہا ہوں۔

میں نے ابتداءً حضرت عارف ابو العلامی (والد بزرگوار جناب قاضی انجم عارفی و ڈاکٹر امیر عارفی) پروفیسر دہلی یونیورسٹی اور حضرت سردار الہام (عثمانیہ) سے مشورہ سخن کیا ہے۔

میں بنیادی طور پر ایک سنجیدہ شاعر ہوں لیکن مزاح میں بھی کئی غزلیں کہی ہیں۔ میں نام و نمود کی پروا کئے بغیر زبان و ادب کی خدمت کو اپنا نصب العین سمجھتا ہوں۔ برس ہا برس سے میرا کلام ملک کے مقبول جریڈوں میں چھپتا رہا ہے جن میں ”شب خون“ (دالہ آباد) ”نیادور“ (لکھنؤ) ”بیسویں صدی“ ”شمع“ ”بانو“ (دہلی) ”آج کل“ (دہلی) ”صبح امید“ (دہلی) ”جادو“ (دھوپال) ”نقش و نگار“ ”ہماری زبان“ ”علی گڑھ“ ”سب رس“ (حیدرآباد) کے علاوہ کئی روزنامے اور ہفت روزہ اخبارات شامل ہیں۔

میرا کلام آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے برسہا برس سے نشر ہوتا رہا ہے اور میں سرزمین سکندر آباد کا پہلا شاعر ہوں جس کا کلام دور درشن سے نشر ہوا۔ اردو کی کئی ادبی انجمنوں اور ثقافتی اداروں سے وابستہ ہوں جن میں ”اردو رائٹرز فورم“ ”سکندر آباد“ ”محبان اردو سکندر آباد“ ”بنیم عبرت سکندر آبادی اور“ ”کاروان ادب“ ”سکندر آباد قابل ذکر ہیں۔ میں اپنے ان تمام ساتھیوں کا ہتھ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گونا گوں معروفیات کے باوجود میری درخواست پر اپنی گرفتار

رائے کا اظہار کیا ہے۔ میں نے ان تمام آراء کو اس انتخاب کے آخر
 میں جمع کر دیا ہے۔ عزیز دوست ممتاز شاعر محسن جہانگیری کا بھی
 شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کی کتابت کے آخری مرحلہ پر اپنے
 مفید مشوروں سے نوازا۔ میں میرے شاعر دوست محترم شاعر ادیب
 ایم۔ اے۔ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کی ترتیب و ترتین
 سے کتابت و طباعت تک میری اعانت کی۔

آخر میں، میں محترم جناب سید رحمت علی (صدر امداد اکیڈمی)
 اور ڈائریکٹر جناب غضنفر علی خاں صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں
 نے اس مجموعہ کی اشاعت کیلئے مالی اعانت منظور کی۔

○۔ لکھنؤ

بارگاہ رسالت مآب

میں

نذرانہ عقیدت

بارگاہِ سالِ مآبِ میں

ان کا دامن نہ چھوٹے چاہے قیامت ہو جائے
داویرِ حشر کو بھی میری صداقت ہو جائے

کچھ نہیں اس کے سوا اور تمنا دل میں
کسی صورت سے میسر تیری صورت ہو جائے

آپ کے ادنیٰ غلاموں میں ہوں اک میں بھی غلام
مجھ پہ بھی نظرِ کرم روزِ قیامت ہو جائے

اس ہی امید پہ آیا ہوں درِ عالی پر
میرے سرکارِ کسی دن تو زیارت ہو جائے

ہے بہت اپنے گناہوں سے پریشاں بیکتا
یا نبیؐ روزِ جزاء اس کی شفاعت ہو جائے

نام احمد جو پیارا پیارا ہے

نام احمد جو پیارا پیارا ہے
بس اسی نام کا سہارا ہے

گر رہا ہوں قدم قدم پر مگر
ہر قدم پر تمہیں پکارا ہے

دامنِ پاک سے ہوں وابستہ
اس سے بڑھ کر بھی کیا سہارا ہے

لاج رکھ لیجئے مرے آقا
بندہ عاصی سہمے پر تمہارا ہے

مشکلیں میری ہو گئیں آساں
جب بھی میں نے تمہیں پکارا ہے

خوفِ محشر بھلا ہو کیوں بھلا
سماسی والے کا جوشِ محراب ہے

”میرے آقا میرے سرکار کا دیدار ہو جائے“

کرم کی اک نظر مجھ پر میرے سرکار ہو جائے
تلاطم سے نکل جاؤں میں، بیڑا پار ہو جائے

عطا ہو صدقہ عطا ہو صدقہ زہرا
ملے اتنا میرے مولا گدا سرشار ہو جائے

بسی ہے اب یہی اک آرزو اس قلب مضطرب میں
میرے آقا میرے سرکار کا دیدار ہو جائے

غلامانِ محمدؐ کی یہی ہے آرزو یارب
مے تو حید پی کر ہر لبشہ سرشار ہو جائے

سرکارِ کامرے بڑا اعلیٰ مقام ہے

ذکرِ رسولؐ، ذکرِ خدا صبحِ شام ہے
یہ امتیازِ امتِ خیر الانام ہے

اک مشغلہ یہی تو ہمیں صبحِ شام ہے
وردِ زباں ہمارے درودِ سلام ہے

نادان دیکھتا ہے کیا اغیار کی طرف
اللہ کو پیکار اگر کوئی کام ہے

تعلین پہننے عرشِ بریں پر گئے ہیں آپ
سرکارِ کامرے بڑا اعلیٰ مقام ہے

کہتے ہیں جس کو یوسفِ یکتا تمام لوگ
سرکار کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے

بیمارِ مدینہ

بیمارِ مدینہ ہوں یا رب تو شفا دینا
دربارِ مدینے کا اک بار دکھا دینا

محفوظ رہیں ہم سب الحاد کے فتنوں سے
توحید کی مے سے کر شر شاربتا دینا

ہم چھوڑ کے قرآن کو ہم چھوڑ کے سنت کو
ہم خواہ ہوئے مولیٰ اب راہ دکھا دینا

توحید کی دولت سے معمور تو ہیں سیمے
کو شمع ہدایت کی کچھ اور بڑھا دینا

سرکار کی مدحت میں سرکار کی عظمت میں
جب بزمِ سچے یکتا تم لغتِ سنا دینا

نعت شریف

بجائے گا گذر نہ ہوا جس مقام سے
میرے حضور گذرے ہیں ایسے مقام سے

کرتے رہیں گے ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰ
اب واسطہ نہ ہو گا کسی اور کام سے

اعجاز یہ بھی دیکھئے اس نام پاک کا
خوشبو مہک اٹھی ہے محمدؐ کے نام سے

ہوتے ہیں پاک قلب و نظر جسم و جان بھی
یہ فیض مل رہا ہے درودِ سلام سے

یکساں کو بھی حضورؐ کی نسبت پہ ناز ہے
ہو ہر خطا معاف جو ہو اس غلام سے

تیرے دینے کے بڑے ہاتھ ہیں قدرت والے

ہم تو صبیح احمد مختارؒ کی امت والے
اہل ایمان ہیں ہم لوگ ہیں ہمت والے

میرا دامن ہی بہت تنگ ہے کیا کیا مانگوں
”تیرے دینے کے بڑے ہاتھ ہیں قدرت والے“

اہل ایمان تھے وہ، خوفِ خدا تھا ان کو
ہو گئے پیار بہترؒ جو تھے ہمت والے

بڑھ گئے آپؐ مگر رہ گئے جبریلؑ امیںؒ
میرے سرکارؐ ہیں یکتا بڑی عظمت والے

نظائیں

الرَّحَامَةُ غَزَّ الْعِبَادَتُ

صلاہت کی دعائیں مانگ لیجئے
اطاعت کی دعائیں مانگ لیجئے

خدا بخشنے ہمیں بازوئے حیدر
شجاعت کی دعائیں مانگ لیجئے

رہِ حق سے قدم ہٹنے نہ پائیں
ہدایت کی دعائیں مانگ لیجئے

کہ اب بھائی سے بھائی لڑنے پائے
اتھت کی دعائیں مانگ لیجئے

خلوصِ دل سے چشمِ نم سے یکتا
عبادت کی دعائیں مانگ لیجئے



دورِ حاضر

دورِ الحاد ہے ایمان بچائے رکھیے
شمعِ توحید سدا دل میں جلائے رکھیے

لاکھ طوفان بھی آجبا میں نہ ہلنے پائیں
اپنے قدموں کو بہر حال بچائے رکھیے

آپ مومن ہیں مگر آپ کی پہچان ہے کیا
وضع تو اپنی مسلماناں سے بنائے رکھیے

دل سے کم ہونے نہ پائے یہ ضیاءِ توحید
بزمِ ایماں یونہی آپ سجائے رکھیے

سر بلندی کی تمنا ہے تو یوسف یکتا
اپنا ایمان بہر حال بچائے رکھیے

تخلیق کا کرب

سمجھ میں نہ آئی ہمیں تیری دنیا
یہ دنیا اگر بن نہ پاتی تو کیا تھا
یہ بھوکوں کی بستی یہ ننگوں کی بستی
کہیں زر پرستی کہیں تنگ دستی
یہاں خون انساں کا پیتا ہے انساں
یہ دنیا ہے جیسے درندوں کی بستی

یہ کیسا مقدر ہے انصاف کیسا
کوئی پارہا ہے کوئی کھورہا ہے
عجب ہے زمانے کا دستور یا رب
کوئی بھٹس رہا ہے کوئی رو رہا ہے

سمجھ میں نہ آئی ہمیں تیری دنیا
یہ دنیا اگر بن نہ پاتی تو کیا تھا

گونگی دعا

عمر بڑھتی ہے تو
بڑھ جاتی ہے ہر شے کی ہوس
میں نے دیکھا ہے

دم نزع
کئی لوگوں کو
تھرکتھراتے ہوئے ہونٹوں سے
لرزتے ہوئے ہاتھوں سے
دعا کرتے ہوئے

اور جینے کے لئے
عمر مفلوج کے زہر اب کو پینے کے لئے
اور جینے کے لئے

اور ایسے بھی کئی لوگوں کو میں نے دیکھا
عرصہ زیست میں تو آہ و بکا کرتے ہیں
بستر مرگ پہ جینے کی دعا کرتے ہیں



فتحِ تمبین

خلا بازوں کی نذر

"راز تھا" راز یہ تقدیرِ جہانِ تنگ و تازہ
 خواب جتنے بھی تھے سب اہل جنوں کے یارو
 آج شرمندہ تعبیر ہوئے جاتے ہیں
 آدمِ ارض ہے اب آدمِ ارضِ افلاک
 ہر ستارہ ہے گذر گاہِ جنوں
 اب کوئی چاند نہیں
 خواب و طلسمات کا چاند
 اب کوئی راز نہیں وہم و روایات کا چاند
 اب کوئی خواب نہیں
 زہرہ و مرتخ کی نادیدہ زمیں
 اسے عرشِ تلک روشن ہیں

موت کی چھاؤں

اے مرے ہمدرد
 اے مرے ساتھیو
 ایک عرصہ سے میں سخت بیمار ہوں
 زلیست اور موت کی کش مکش میں اسیر
 ایک دو بھی نہیں سینکڑوں دوست ہیں
 کوئی آیا نہیں پریش حال کو
 کون آیا تھا اور کون آیا نہیں
 میں اس انداز میں سوچتا بھی نہیں
 میرے معصوم بچے مرے پاس ہیں
 سن کے مجھ سے مرے درد کی داستاں شکوہ داستاں
 مسکراتے ہیں سب
 اور زمانے سے لڑنے کو تیار ہیں
 ایک دو بھی نہیں چار معصوم ہیں۔

ان کی آنکھوں میں پاکیزگی صبح کی
 ان کے ہونٹوں پہ ہے تازگی دودھ کی
 ان کے چہروں پہ معصومیت جلوہ گر
 ایک کہتا ہے غالب سے میں کم نہیں
 ایک کا دل ہے آزاد و نہرو کا جذبہ لئے
 ایک کہتی ہے جھانسی کی رانی ہوں میں
 سب سے چھوٹی جو ہے الاماں الحذر
 ان کی اس شان کو

ان کی اس آن کو

دیکھنے کی تمنا میں، میں جاں بلب
 زلیست اور موت کی کش کش میں سہی
 اپنے بچوں کے یہ حوصلے دیکھ کر
 دل جو رکنے کو تھا پھر ڈھڑکنے کا
 میرا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا
 موت کا سایہ ڈھلنے لگا

توسید

(نور چشمی انور سلمہ کے نام)

مشرق میں سکوں ہے نہ مغرب میں آرام سے ہے انسان کہاں
آلام جہاں تو کیا جانے لے راحتِ دل لے راحتِ جہاں

خضرانِ جہاں کو لے ڈوبی چاندی کی چمک سونے کی دمک
تقدیس کے پردوں میں ہر دم بکتا ہی رہا ایمان یہاں

خاموش ہوئی یہ کس نے کہا روشن ہے ابھی نارِ مہرور
ہاں بخشنے ہونگے "آدم نو" تجھ کو تو کئی گلزار یہاں

کیا بات ہے جانے کیوں سب کی آنکھوں میں آنسو ہی گئے
دل گیر ہے دل آزار نہیں یکتا یہ ترا اندازِ بیباں

لببہ

سینے میں حرارت رکھتے ہیں
آنکھوں میں تمازت رکھتے ہیں

توحیدِ مقدس کی دل میں
پاکیزہ امانت رکھتے ہیں

کس طرح بتائیں محفل میں
کیا کیا ہیں ارادے اس دل میں

ہم چھان بھی لیں گے محرو بہ
لے دوست تلاشِ منزل میں

ہم عزم و یقین کے پروانے
ہم امن و امان کے دیوانے

ہم زہد بلاکش ہیں یکتا
خود کھنچ آئیں گے مینخانے

مرکز سے اگر ہوں وابستہ
ظلمات میں چمکے گا رستہ

جو کرنا ہے کر ڈالیں گے
اب ہم نہ رہیں گے لب بستہ



ترغیب

اور بھی قوتِ پرواز بڑھانی ہوگی
مہر و انجم سے پرے سے پرے تیری منزل اے دوست

خلق کے روندے ہوئے دہر کے ٹھکرائے ہوئے
لوگ ہیں چند یہی زینتِ محفل اے دوست

کہ غراٹم میں ذرا اور بلندی پیدا
راہ پر پیچ سے بے خوف گزرنے کے لئے

یتغ ہاں تیغِ خوں آشام اٹھانی ہوگی
محفلِ زینت کی رونق کو بڑھانے کے لئے

ہاں سبھس عرش کی زنجیر ہلانا ہوگا
حالِ مخلوق کا خالق کو سنانا ہوگا۔

مشاہدہ

بے درد ہے بے درد ہے بے درد ہے دنیا
 جینے کا ہے خواہاں کوئی بیستار کوئی ہے
 مفلس ہے کوئی اور یہاں زر دار کوئی ہے
 معصوم ہے کوئی تو گنہگار کوئی ہے
 ظالم ہے کوئی اور یہاں خونخوار کوئی ہے
 بے درد ہے بے درد ہے بے درد ہے دنیا



اب شعلوں کا ناپ چ نہ ہوگا

(فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر ہو کر)

امن کی نگری
میرے وطن میں
کیسے پھوٹے
آگ کے شعلے
خون کے دھارے
کس پالی نے
پیار بھری نگری میں آکر
پیار کے ناطے رشتے توڑے
ماؤں کے سکھ چین کو لوٹا
بہنوں کا سینہ در مٹایا
کالی پوت کے سندر لچھے کس نے چھینے

ہندو مسلم سکھ عیسائی
 آپس میں تھے بھائی بھائی
 کس پانی نے
 پیار کا جھوٹا ڈھونگ رچا کر
 نفرت کی اک شمع جلائی
 بستی بستی آگ لگائی
 بازاروں میں دھول اڑائی
 چیخوں کا طوفان اٹھا کر
 پیار بھری نگری کو لوٹا

ہندو مسلم سکھ عیسائی
 جاگ اٹھے ہیں سارے بھائی
 پیار بھری نگری میں اپنی
 کوئی پانی آنہ سکے گا
 نفرت کی شمع نہ جلے گی

اور

شعلوں کا نایچ نہ ہوگا۔



قطعات

لبیک



کہا جب لبیک فرمانِ حق پر
 لقب ان کو خلیل اللہ ملا ہے
 ہے گا نام روشن تا قیامت
 اطاعت کا صلہ ایسا ملا ہے



عیدِ قرباں

عیدِ قرباں کا ہے یہی پیغام
 سر جھکا دیں اطاعتِ حق میں
 بات ایثار کی اگر نکلے
 گھر لٹا دیں اطاعتِ حق میں

عظمتِ وطن

جہاں کہیں بھی رہو تم دکن کی بات کرو
 وطن عزیز ہے یاد و وطن کی بات کرو
 جہاں خلوص و محبت کے پھول کھلتے ہیں
 وہی ہے ارضِ دکن اس چمن کی بات کرو

زخمِ دنیا

لوگ جینے کے ہیں خواہاں انہیں جینے دو میاں
 عمرِ مفلوج کے زہرِ اب کو پینے دو میاں
 عیش و عشرت میں بہت عمر کٹی ہے انکی
 زخمِ دنیا کے ذرا اب انہیں سینے دو میاں

سے اُو بھاگ چلیں

توہمات کا آدم غلام ہے اب تک
 توہمات کی دنیا سے اُو بھاگ چلیں
 بلندیوں پہ پہنچ کر بھی خوفِ پستی ہے
 حصارِ طور سے سینا سے اُو بھاگ چلیں

دشمنِ حباں

دشمنِ حباں کو یار کیوں سمجھا
 اس کی نفرت کو پیار کیوں سمجھا
 کچھ نہ آیا سمجھ میں اے یکتا
 میں خزاں کو بہسار کیوں سمجھا

نہیں معلوم



کیا ہوئی تھی خطا نہیں معلوم
 کیا ملے گی سزا نہیں معلوم
 نہیں یکتا خدا رسیدہ تو
 کب ہے روزِ جزا نہیں معلوم



داغِ دل

بجھ گئیں ہیں شمعیں جو ان کو جلا سکتا نہیں
 داغِ جو دل پر لگا ہے وہ مٹا سکتا نہیں
 ابتداء کی عشق کی اور انتہا میں مر مٹا
 پا چکا ہوں اک صلہ کہ دل لگا سکتا نہیں



شغلِ صبح و مسا

نام میں صبح و مسا اس کا لیا کرتا ہوں
 اسی اک شغل میں اے دوست رہا کرتا ہوں
 ایک، وہ ہیں کہ بہنیں ان کو مری کچھ پروا
 ایک میں ہوں کہ فقط ان پہ مرا کرتا ہوں



اہتمام خزاں

پھر چمن میں ہے اہتمام خزاں
 چارہ دل کی بہار ہے شائد
 موت کو دے رہا ہے وہ تزیین
 زندگی سو گوار ہے شائد



خرابی قسمت

ٹھو کریں در بدر کی کھاتا ہوں
 میری قسمت خراب ہے شاید
 دل جلدانے لگے ہیں بیکتاس کا
 ایسا کرنا تو اب ہے شاید



راہِ ہدایت

ان حوادث سے زمانے کلمے ڈرے کون ندیم
 بگڑی تقدیر ہماری وہ بنانے سے رہے
 باز آتا ہی نہیں اپنے کئے سے یکتا
 اس کو ہم راہِ ہدایت کی دکھانے سے ہے



دل کی باتیں

یاد وہ جب کبھی بھی آتے ہیں
 ہم تو دنیا کو بھول جاتے ہیں
 دل کی باتیں تو حضرت یکتا
 چند لمحوں میں تاڑ جاتے ہیں



ڈرجائیں انقلاب سے

شامل ہمارے حال یہ تیرا کرم رہے
 گر مسخرف ہے ہم سے زمانہ تو غم ہتھیں
 جب چاہیں پھیر سکتے ہیں دنیا کے رخ کو ہم
 ڈرجائیں انقلاب سے ایسے تو ہم نہیں



قطعہ تاریخ ولادت

فضلِ رب سے عطا ہوا فرزند
 اب تو برآگئے دلی ارماں
 عیسوی سال میں میاں یکمیتا
فکرِ تاریخ ہے رخِ رخشاں

۱۹۵۱ء



ہلال خوبصورت

ادا کر اب خدا کا شکر بکیتا
دو بالا ہو گئی ہے ہر حسرت
سن ہجری ذی الحج چوبیسویں کو
نظر آیا ہلال خوب صورت

قطعہ تاریخ ولادت محمد احمد انور





غزل

بنارہا ہے کیوں اپنے گلے کا ہار مجھے
گرا نہ دے کہیں نظروں سے اتنا پیار مجھے

ہجوم شوق ٹہرا اب نہ یوں سنوار مجھے
کہ انتخاب نہ کر لے نگاہِ یار مجھے

میں تجھ سے دور ہوا یہ رنج تجھے بھلا نہ سکا
تیرا خیال ہی آتا ہے بار بار مجھے

خیالِ خام ہے تیرا کہ تجھ سے ہوں میں دور
ترے قریب ہوں جی چاہے جب پکار مجھے

بہار میں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا یکتا
خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار مجھے

غزل

اب آرزو ہے الہی کہ وہ مقام آئے
یہ زندگی بھی کسی زندگی کے کام آئے

اندھیری شب میں اجالوں کو ڈھونڈنے والے
کسے خبر کہ کہاں تیرگی کے کام آئے

ہزار بار ہمیں اپنا فرض یاد آیا
ہزار بار محبت بھرے پیام آئے

ہمیں تو کش مکش روزگار نے مارا
نہ ہم چمن کے ہوئے اور نہ زیرِ دام آئے

کسی کی بزم کو یہ آرزو مدام رہی
غزل سرائی کو یکتا سا خوش کلام آئے

غزل

نہ گلوں میں ہے وہ شگفتگی نہ ہی رنگ ہے وہ بہار کا
نہ ترپ رہی نہ کسک رہی نہ وہ روپ ہے دل زار کا

میرے اشیائے کی رو قیں لٹیں ہائے وہ بھی بہار میں
یہ ستم ہے اے میرے ہم نشین یہ ستم ہے برق و شرار کا

وہی صبح و شام کی الجھنیں وہی روز روز کے وعدے
نہ یقین تھا نہ رہیگا اب ہمیں ان کے قول و قرار کا

وہ رہیں مشق ستم رہا وہ ہزار رنج و الم سہا
پر جمال اور نکھر گیا خدا جانے کیوں رنج یار کا

وہ جو دور تھے تو سکون تھا مجھے میرے اجرے دیار میں
وہ ملے ہیں جب سے اتر گیا نشہ تھا جو صبر و قرار کا

غزل

کب سے منتظر ہیں ہم اپنا جام چھلکانے
تیرگی فضاؤں کی کب چھٹے خدا جانے

آپ چھیڑتے کیوں ہیں تذکرے بہاروں کے
مشتعل نہ ہو جائیں پھر کہیں یہ دیوانے

ان کی داستانوں کو لوگ بھول جاتے ہیں
جن کے جام اکٹھانے سے جاگتے تھے میخانے

زعم پارسائی تھا آپ کیسے پی بیٹھے ؟
کھینچ کے خود بہ خود شاید آگئے تھے ہیلے

نیکیموں کی اجرت کیا نیکیموں کا بدلہ کیا
کیا بتائیں لوگوں کو کیا دیا ہے دنیا نے

کچھ فضا بھی اچھی ہے کچھ ہوا بھی ٹھنڈی ہے
آؤ مل کے پی لیں ہم پھر ہو کیا خدا جانے

دیکھ کر گلستاں میں خشک برگ و گل یکسا
یاد آ گئے ہم کو کچھ حسین افسانے



غزل

اے وہ زلف و خم کے شیدا ذرا تو بھی اب بدل جا
یہ جہاں بدل گیا ہے وہ حکایتیں نہیں ہیں

تیری ہر نظر میں شامل ہے ادائے بے نیازی
وہ نوازشیں نہیں ہیں وہ عنایتیں نہیں ہیں

بڑے معرکوں سے گزرے ترا آستان نہ چھوڑے
یہ مقام شکر کا ہے کہ شکایتیں نہیں ہیں

وہی روز و شب ہیں بیکتا وہ رستہ ہے اور وہی رنگ
جو نویدِ جاں فزا تھیں وہ لطافتیں نہیں ہیں

غزل

کسی کی تمنا کئے جا رہا ہوں
غموں کے سہارے جئے جا رہا ہوں

نگاہِ کرم ہو ادھر بھی تو سلتی
کہ میں آنسوؤں کو پیئے جا رہا ہوں

ابھی یاد ہے مست نظروں کی دنیا
اسی دھن میں اب تک جئے جا رہا ہوں

جفا پر جفا وہ کئے جا رہے ہیں
میں پختہ وفا میں کئے جا رہا ہوں

غزل

بے وفا تجھ کو پیار کرتا ہوں
زندگی سو گوار کرتا ہوں ۴

جوشِ وحشت ہے یا کمالِ جنوں
اشکِ رنگیں نثار کرتا ہوں

دل کے اجڑے ہوئے گلستاں میں
سہ آرزوئے بہار کرتا ہوں

خونِ ارماں سے سن ندیم میرے
دل پہ نقش و نگار کرتا ہوں

دلِ یکتا تو قیرا ہو ہی گیا
اس لئے اعتبار کرتا ہوں

غزل

دلِ ناتواں کو دکھانے سے حاصل
ستائے ہوئے کو ستانے سے حاصل

مٹانا ہے آساں بنانا ہے مشکل
تو پھر خانہ دل کو ڈھانے سے حاصل

جنوں بھی ہے کم اور وحشت بھی کم ہے
تو پھر چند آنسو بہانے سے حاصل

سہارا تسلی کا وہ بن رہے ہیں
مرے داغِ دل کو مٹانے سے حاصل

سنا غیر پر جان دیتا ہے یکیتا
اسے لاکھ اپنا بنانے سے حاصل

غزل

اُدھر جو ڈھلکا اُن کا آنچل
اِدھر لو بڑھ گئی دل کی ہل چل

اچھی نہیں دزد دیدہ نگاہی
پھیل نہ جائے آنکھ کا کاجل

ان کا اک عالم قائل ہے
اپنا بھی اک عالم قائل

مست و مگن ہیں جو بے زر ہیں
اور زرد والے بے کل بے کل

تیرے دغویٰ ہائے سخن کا
کون نہیں ہے یکتا قائل

غزل

بدلا ہے یوں رنگِ عالم
آدم سے سینہ رہا آدم

انساں کے غمناک سروں میں
گم ہے طوطی کا بھی تو تنم

خوں اترے گا اس کی نظر میں
دیکھے گا جو کرب کا عالم

ظالم کی شیرازہ ہستی
ہو جائے گی درہم برہم

انساں کے کروتوت سے یکتا
کانپ اٹھا ہے عرشِ اعظم

غزل

یہی کہہ رہی ہے کسی کی جوانی
کہ پتر کیف بن کر رہے گی کہانی

میری داستاں کیا سناتا ہے قاصد
سنا چاہتا ہوں اپنی کی زبانی

ہر اک ذرہ ذرہ ہے بے چین اس جا
میسر کسے ہے یہاں شادمانی

ذرا سنتے ہی ہوش اڑنے لگے ہیں
ابھی داستاں اور بھی ہے سنائی

کسی نے کہا ہے یہ کیا خوب یکتا
جوانی دروانی، دروانی، دروانی

غزل

رگ دیپے میں سمار ہے ہو تم
 میری دنیا پہ چھا رہے ہو تم
 آج کیا مسکرا رہے ہو تم
 دل پہ بجلی گرا رہے ہو تم
 کر کے نظارہ نگاہِ ناز
 دل کو میرے چرا رہے ہو تم
 میرے ناشاد دل کو شاد کرو
 غمیر کو کیوں ہنس رہے ہو تم
 زندہ درگور کر کے یکدمیتا کو
 خوب دل کو جلا رہے ہو تم

غزل

گزارنی ہیں زلیست کی ابھی تو چند ساعتیں
یہ رنج و غم ہنسی خوشی مزے مزے کی آفتیں

جنوں کا پاسباں بنا امینِ رنج و غم بنا
کچھ اور ہوں نوازشیں کچھ اور ہوں غنائتیں

سکوں میسر آج تک نہ آسکا مجھے کبھی
مگر خدا کا شکر ہے کبھی نہ کہیں شکایتیں

یہ رنج و غم یہ سوز و ساز یہ سرد آہِ دلِ تراش
درِ حضور سے یہی عطا ہوئیں امانتیں

نگاہِ برق کی قسم ہوں بتلائے رنج و غم
نہ واس آئیں آج تک جہاں کی مجھ کو راحتیں

غزل

ہم تو نظرِ کرم کے طالب ہیں
دوستی کیا ہے دشمنی کیا ہے

”دل گیا رونقِ حیات گئی“
بجھ گیا دل تو زندگی کیا ہے

جب حقِ بندگی ادا نہ ہوا
بندہ کیسا وہ بندگی کیا ہے

لمحہ لمحہ جو لوگ ٹوٹے ہیں
ان سے پوچھو کہ دل لگی کیا ہے

غم کا حاصل خوشی ہے اے بکیتا
گر نہ ہو غم تو پھر خوشی کیا ہے

غزل

پیرانِ طرقت سے ملے بات ہوئی ہے
رندانِ خرابات کو پھر بات ہوئی ہے

وہ بات جو سمجھی نہ گئی اہلِ خرد کی
وہ بات ہی بس باعثِ آفات ہوئی ہے

آسائشِ دوراں کی طلب ہے نہ تڑپ ہے
کیوں گردشِ دوراں یہ میرے ساتھ ہوئی ہے

وہ رندِ خرابات ہے یکتا سے نہ پہلو چھو
دن کیسے کٹا اور کہاں رات ہوئی ہے

غزل

بے تابِی دل کا ہم شکوہ اے گردشِ دوراں کیا کرتے
جب غنچہٴ دل ہی کھل نہ سکا تعریفِ گلستاں کیا کرتے

جو درد دیا ہے تم نے ہمیں اس درد سے راحت ملتی ہے
جس درد سے راحت حاصل ہو اس درد کا درما کیا کرتے

ساحل کا پانا سہل نہیں یہ مان لیا میں نے لیکن
طوفان سے ٹکراتے والے اندیشہٴ طوفاں کیا کرتے

جب رونقِ محفل کوئی نہیں محفل کو سجانے سے حاصل
ان ویراں ویراں آنکھوں میں ہم حشرِ چراغاں کیا کرتے

امید بہاراں الیوں سے اے حضرتِ یکتا کیوں کر ہو
جو پھول کا دامن ہی نہ سکے تنظیمِ گلستاں کیا کرتے

غزل

آدابِ محبت کے قرباں ہونٹوں پہ غم و آزار نہیں
ہم دردِ مجسم ہیں لیکن چہرے پہ کہیں آثار نہیں

اس رنگ بدلتی دنیا میں ہم رنگ جاکر دکھلا دیں
کچھ لوگ سمجھتے ہیں یارو ہم لوگ ابھی ہشیار نہیں

کل جن کو سمجھتے تھے ذرے ہیں آج وہی نورِ شیدِ فلک
یہ حاصلِ جہدِ مسلسل ہے الغامِ جہاں خوار نہیں

ہر دور میں زندہ رہنے کے آداب یقیناً ہوتے ہیں
اس دور میں یوں ہی جی لینا لوگوں کیلئے دشوار نہیں

کیا بات تھی جانے کیوں ان کی آنکھوں میں چل اٹھے آنسو
اندازِ بیاں تیرا یکساں دل گیر ہے، دل آزار نہیں

غزل

بانٹ لیں ہم اگر غمِ انساں
باغِ انسانیت نہ ہو ویراں

ہیں کہاں مرشدانِ خوش اطوار
بک رہا ہے ٹکے ٹکے ایماں

اب نہ دے گی سحر کبھی دھوکا
جاگ اٹھا ہے خواب سے انساں

تھی جہاں کل بہار سی رونق
باغ وہ آج ہو گئے ویراں

وہ نہیں ہیں تو یاد ہے ان کی
خلوتِ دل میں آج کل مہماں

ان کا ہر اک ستم ہے یکتا بیر
کون ہے اور خوش نصیب یہاں؟

غزل

نہ در دار کا جہاں میں ٹھکانہ ہے آج کل
مفلس کی زلیلت و موت فسانہ ہے آج کل

بدلی ہوئی ہے ایسی زلمنے کی کچھ ہوا
سونہ بھی موت ہی کا پہسانہ ہے آج کل

اپنی سننے گا کون سنائیں گے کس کو ہم
خود دل کا حال دل کو سنانا ہے آج کل

وگو کو کو ہے کوتلوں کی پیسہ کی پتی بھی ہے
موسم بھی کس قدر یہ سہانا ہے آج کل

کس طرح سے گذرتی ہے بکیتا میں کیا کہوں
تیرے نظر کا دل ہی نشانہ ہے آج کل

غزل

تجھے جذبِ دل آزمانے کی خاطر
نہ جائیں گے ان کو منانے کی خاطر

قیامت ہے غمِ سہ کے خاموش رہنا
فقط اک تیرے مسکرانے کی خاطر

سببِ مسکرانے کا پوچھا جو میں نے
کہا دل پہ بجلی گرانے کی خاطر

کیا زندگانی کو برباد ہم نے
تمہاری ہی دنیا بسانے کی خاطر

زمانے سے بھگتا جو بگڑا ہوا ہے
ابہیں صرف اپنا بنانے کی خاطر

غزل

کب تک یہ تقدیر کا شکوہ جاگ بھی جا آغاغل انساں
چھوڑ بھی دے اوہام پرستی توڑ بھی دے قسمت کے زنداں

فصل بہاراں آئی تو کیل ہے اپنے گھر کا حال وہی ہے
کیسے چھڑیں راگ خوشی کا کیسے منائیں جشنِ چراغاں

میرے بھوکے ننگے ساتھی قدر تیری کیا کر سکتا ہوں
میں بھی بھوکا تو بھی بھوکا میں بھی حیراں تو بھی حیراں

رہبر ملک و ملت جن کو کہتی آئی ہے یہ دنیا
اپنے سکوں کی خاطر اب وہ بیچ رہے ہیں عقل و ایمان

کل تک جن کو حضرتِ یکتا، یکتائی کا دعویٰ سنا تھا
آج وہ غیروں کو اپنا کر بھول چکے ہیں عہدِ وہیمیاں

غزل

ظلمتوں میں ہے ہر سوبشر
کیسے کر لوں یقتینِ سحر

راہ کتنی ہے یہ پرِ خطر
لاکھ قاتل ہیں ہر موڑ پر

چھوڑ کر آستیاں کو ترے
ہم بھٹکنے لگے در بدر

میں نہ اچھا ہوا، تھک گئے
کر کے لاکھوں جتن چارہ گر

اپنے سجدے ہی بے ذوق ہیں
کیا رہے گا دعا میں اثر

جاگ اٹھے ہیں ہم خواب سے
اب تو دھوکا نہ دے گی سحر

اپنے مٹنے کا کچھ غم نہیں
تیسری رسوائیوں کا ہے ڈر

حال بیکت کا سب پر عیاں
اور بیکت میاں بے خبر

غزل

لٹ گئے ہم سرِ محفل تو وہ ہنستے ہی رہے
لوگ کیسے ہیں یہ پتھر کا جگر رکھتے ہیں

ایک ہم ہیں کہ ہمیں اپنی خبر تک ہی نہیں
ایک وہ ہیں کہ دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

سادہ لوحی میں کئی عمر صہاری یادو
لوگ ایسے بھی ہیں جو گہری نظر رکھتے ہیں

جی رہے ہیں میاں یکتا بھی بقول اختر
”ہم جو زندہ ہیں تو جینے کا ہنر رکھتے ہیں“

غزل

اب وہ فریاد کہاں قیس کہاں ہے یارو
حسن بازار میں بکتا ہے کتابوں کی طرح

کون اچھا ہے برا کون ہے ان میں یارو
ہم تو پڑھ لیتے ہیں چہروں کو کتابوں کی طرح

زندگی اتنی تو ارزاں نہ تھی اس سے پہلے
ٹوٹ جاتے ہیں یہ کیوں لوگ جباہوں کی طرح

دورِ حاضر کی ہے یہ دین، خدا نیر کرے
لوگ جو بٹ گئے خالوں میں حسابوں کی طرح

ایک عالم کی تمنا ہے یہ یوسف بکتا
آپ کھلتے ہی نہ ہیں سرخ گلابوں کی طرح

غزل

بڑی خراب ہے دنیا بڑے خراب ہیں لوگ
ہمارے واسطے سب باعثِ عذاب ہیں لوگ

قدم قدم پہ ہیں دھوکے قدم قدم پہ فریب
زمین چاہیے قاری کھلی کتاب ہیں لوگ

دلوں میں زہر ہے جن کے سخن میں شیرینی
نہیں ہیں گنتی کے ایسے تو بے حساب ہیں لوگ

کبھی غریب کی کوئی خبر نہیں لیتے
ہمارے شہر میں جو صاحبِ نصاب ہیں لوگ

جنابِ یکتا کی باتیں عجیب باتیں صمیم
خراب ہیں یار و کمال خراب ہیں لوگ

غزل

چمن میں اپنے نہ آئی بہار برسوں سے
خزاں سے اس لئے کرتے ہیں پیار برسوں سے

دھواں دھواں ہے ہر اک سمت دیکھئے کیا ہو
سلگ رہا ہے دلِ داغدار برسوں سے

عجیب بات ہے اس نے بھی پھیر لی نظریں
وہ ایک شخص جو تھایا ر غار برسوں سے

حبیبِ پاک کے صدقہ میں بخش دیے یارب
گنہگار ہیں ہم شرمسار برسوں سے

ہم اس کو حضرتِ بیکتا سنبھال رکھتے ہیں
مچل رہا ہے دلِ بیقرار برسوں سے

غزل

ہے سچ پچ یہ جیسا یا کہ جینے کا ہر جانہ ہے
دن فٹ پاتھ پہ شب مسجد میں کوئی گھر نہ ٹھکانہ ہے

کون انہیں سمجھائے یا رو کیسے ہیں دیوا لوگ
ہوش کی باتیں کرتا ہوں تو کہتے ہیں دیوانہ ہے

یوسف یکتا یوسف ہستی دو قالب پر اک جاں میں
میں بھی اس کا دیوانہ ہوں وہ بھی میرا دیوانہ ہے

یوسف یکتا سے تو یار و ہم بھی کچھ واقف ہیں
کچھ کہتے ہیں دیوانہ ہے کچھ کہتے ہیں سیانہ ہے

سنت کبیر کی باتیں یکتا کیسی پتھ کی باتیں ہیں
”یہ دنیا کا گچ کی پٹریا بوند پڑے گھل جانا ہے“

غزل

بزمِ مئے سبجتی ہے اور ذکرِ بُتاں ہوتا ہے
رات بڑھتی ہے تو ہرزخمِ جواں ہوتا ہے

جانے کیا بات ہے بھر جاتی ہیں آنکھیں سب کی
قصۂ درد، مرا جب بھی بیاں ہوتا ہے

اہلِ دل اہلِ نظر ہی تو ترپ جاتے ہیں
حالِ مفاس کا کہاں سب پہ عیاں ہوتا ہے

بات اس طرح وہ کرتے ہیں کھٹکتی ہی نہیں
جانے کیوں غیروں پہ اپنوں کا گماں ہوتا ہے

ڈھونڈتے پھرتے ہیں یکتا کو غزال کی خاطر
دھوم مچ جاتی ہے یارو یہ جہاں ہوتا ہے

غزل

قدم قدم پہ گرا ہوں تمہیں پکارا ہوں
برا بھلا ہوں میں جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں

میرے وجود سے رولت ہے بزمِ عالم میں
نسمِ خدا کی خدائی کا اک سہارا ہوں

حوادثِ دو عالم ہوا نہ دو مجھ کو
بھڑک نہ جباؤں کہیں میں بھی اک شرارا ہوں

مہمہ و نجوم سے بڑھ کر مقام ہے میرا
کسی کی آنکھ کا ٹوٹا ہوا ستارہ ہوں

سکونِ قلب و نظر کے لئے میاں یکتا
ترپ ترپ کے میں عمر رواں گزارا ہوں

غزل

غم دے کے خوشی لینے کو تیار نہیں ہوں
”بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں“

عسرت میں گذرتی ہے گذر جانے ہی دیجئے
آسائشِ دوراں کا طلب گار نہیں ہوں

سایہ کی طرح ساتھ ہیں کیوں اہل سیاست
تھامے ہوئے ہاتھوں میں، میں تلوار نہیں ہوں

کیوں لوگ سر آنکھوں پہ بٹھا لیتے ہیں یکتا
مجرور نہیں غالب و سردار نہیں ہوں

غزل

وہ بھی تیرا سا تھی ہے میں بھی تیرا سا تھی ہوں
ایک کا تو دشمن ہے ایک کا ہے شیدائی

اب تو یوں وہ ملتا ہے جیسے غیر ملتے ہیں
رہی ہے آپس میں مدتوں شناسائی

روئے یار جی بھر کر دیکھنے کا ارماں تھا
آج کیوں خدا جانے اپنی آنکھ بھر آئی

جب سکون ملتا ہے چند شعر ہوتے ہیں
ہو رہی ہے یوں اپنے ذوق کی پذیرائی

کون ہے ہنیں واقف آپ سے میاں یکستا
آپ کے تو کیا کہنے آپ تو ہیں ہر جانی

غزل

ہیں کہیں رنج و الم اور کہیں رقص و سرور
میرے معبود نرالا ہے جہاں کا دستور

اب تو احساس کی زنجیر ہلی جاتی ہے
آج بیدار ہوا خواب سے انساں کا شعور

غرق کرنے کے لئے کشتی ظلم و آلام
بن کے طوفانِ اجل اٹھے ہیں سارے مزدور

کیسی تقسیم ہے تقدیر ہے کیا بات ہے یہ
تیرا بندہ کوئی تختہ سار ہے کوئی مجبور

تیرگی چھا ہی گئی دور کہیں پر یکسا
ہو رہا ہے نہی دنیا نئے آدم کا ظہور

غزل

جن کے دامن بھرے تھے پھولوں سے
ان کے پہلو میں خار کیسے ہیں

سنتے ہیں شہر ہو گئے مسمار
بزرگوں کے مزار کیسے ہیں

جن کے دم سے تھی گرمی بازار
وہ غریب الدیار کیسے ہیں

کیا وہی آن بان باقی ہے
وہ میرے شہر یار کیسے ہیں

جان بیکتا پہ جو چھڑکتے ہیں
وہ میرے یار غار کیسے ہیں

غزل

بڑے بھرم سے اٹھاتے ہیں تشنگی کا بھرم
جنابِ شیخ کو ہم دو بدو نہیں کرتے

ہڑ ہڑ کے سہی ہم قدم بڑھاتے ہیں
وہ اور ہوں گے جو کچھ جستجو نہیں کرتے

تم اپنا کہہ کے سردار کھینچتے کیوں ہو
جو اپنے ہیں انہیں بے آبرو نہیں کرتے

وہ ردِ پرو تو مرے آ کے بیٹھ جاتے ہیں
نظر ملا کے کبھی گفتگو نہیں کرتے

جنابِ یکتا کا ہم احترام کرتے ہیں
ہم الناس سے بات کبھی دو بدو نہیں کرتے

غزل

کیسے یہ روز و شام اے ساقی
نہ ہی مئے سبے نہ جام اے ساقی

یاد کرتا ہوں عہد ماضی کو
روتا ہوں صبح شام اے ساقی

پی کے بہکوں یہ میرا ظرف نہیں
یہ نہیں مسیرا کام اے ساقی

فکرِ فردا عبث تو کرتا ہے
آج مئے مئے تمام اے ساقی

گر نہ جائے کہیں ترائیکتا
تھام ہاں اس کو تھام اے ساقی

غزل

اہل دل اہل فن اہل ثروت ملے
لوگ جتنے مکے بے مروت ملے

ہوش جب سے سنبھالے پریشان ہیں
اب خدا جانے کب ہم کو راحت ملے

کیسا دستور ہے آپ کی بزم کا
پیارا و الفت کے بدلے میں نفرت ملے

عمر ساری گزاری اسی کھوج میں
کوئی ایسا ملے جس سے فطرت ملے

آرزو ہے کہ بیکتا مرے شہر میں
فن کو اور اہل فن کو بھی عظمت ملے

غزل

جب کبھی ہم پر بلائیں آئیں
یاد تب ساری دعائیں آئیں

سر کے حقدار تو ہوئے سردار
میرے حصہ میں ردا ئیں آئیں

چند لمحے وہ مرے ساتھ رہا
دور تک اس کی صدا ئیں آئیں

وہ جو گونگے تھے لوگ ان کو بھی
بات کرنے کی ادا ئیں آئیں

ہر مصیبت کی گھڑی میں یکسا
کام لبس مال کی دعا ئیں آئیں



غزل

ہاتھوں میں میرے آگیا اس ماہ رو کا ہاتھ
دشوار تھے جو مرحلے آسان ہو گئے

یاروں کا ذکر چھوڑیے اپنے غنیم بھی
سن کر ہمارا حال پریشان ہو گئے

جو جاں نثار تھے مرے جو یار غار تھے
افتاد مجھ پہ جب پڑی انجان ہو گئے

دشمن بھلے تھے تھام لئے تھے وہ میرا ہاتھ
یہ بچے حضورِ دوست پریشان ہو گئے

ہم کیوں نہ ان کے جہدِ مسلسل کی داد دیں
صحرا نورد لوگ بھی سلطان ہو گئے

اللہ کی شان دیکھئے یکس ^{۲۵} سال بعد
یکتہ میاں بھی صاحبِ دیوان ہو گئے

غزل

قلم کے ہم ہیں وارث ہم کو دستِ بخت
 عدو کے ہاتھ ہیں تلوار دینا
 سخاوت کا بھرم کھلتے نہ پائے
 جو دینا ہو پس دیوار دینا
 وہ جانے والے ہیں اب میکدے سے
 جنابِ شیخ کو زنار و دیکینا
 نگاہِ لطف کیوں اغیار پر ہے
 ادھر بھی کچھ مرے سرکار دینا
 ہم اپنی زندگانی وار دیں گے
 ذرا سا تم خلوص و پیار دینا
 جہانِ رنگ و بو میں کھو گیا ہے
 میاں یکمتا کے گھر بھی تار دینا

غزل

کہیں ہے جشن بہاراں کہیں ہے شورِ فغاں
عجیب حالِ خدایا تیرے جہان میں ہے

ملا ہے ورثہ میں مجھ کو یہ ذوقِ شعر و سخن
علوم و فن کا خزانہ مرے مکان میں ہے

عجب سکون، دل مضطرب کو ملتا ہے
نہ جانے کون سا جادو، ترے بیان میں ہے

یہ اور بات ہے تم نے اسے پڑھا ہی نہیں
تمہارا تذکرہ جو میری داستان میں ہے

کسی نے کی تھی نصیحت میاں سنبھل کے چلو
وہ بات آج بھی یکتا میرے دھیان میں ہے

غزل

پیار، الفت کا ایسا بھی اک دور تھا
فاصلہ کچھ نہ تھا دو مکانوں کے بیچ

لاشیں جلتی رہیں شعلے اٹھتے رہے
جنگ ہوتی رہی دو دوانوں کے بیچ

دورِ حاضریں بس یہ ترقی ہوئی
لوگ اڑنے لگے آسمانوں کے بیچ

رخ سے اپنے جب اس نے الٹ دی نقاب
ایک ہالہ پڑا چاند تاروں کے بیچ

شعر سننے سنانے کو یکتا میاں
بیٹھ جاتے ہیں اکثر جوانوں کے بیچ

غزل

وفا شعار ہیں ہم کچھ تو اعتبار کرو
 یقین کا آس کا دامن نہ تار تار کرو
 خزاں بہا رہے گا ہے بہار خود ہے خزاں
 خزاں کا خوف کرو یا غم بہار کرو
 بڑھے گی بات جو تم نے بھی پھیر لیں نظریں
 ستم رسیدہ ہیں ہم لوگ ہم سے پیار کرو
 قرار پاؤں گا یار تو ٹوٹ جاؤں گا
 سکون عطا نہ کرو مجھ کو بقرار کرو
 حصارِ ذات میں گھر جاؤ گے سدا کے لئے
 تم اپنے آپ سے یار نہ اتنا پیار کرو
 ہے ذکرِ دوست ہی وصلِ حبیب اے بیکتا
 قدم قدم پہ ہر اک لمحہ ذکرِ یار کرو

غزل

نیک طینت جوانان ہے
ہر گھڑی وہ پریشان ہے

دیکھ لو اپنے بسمار کو
چند لمحوں کا مہمان ہے

ایک ٹھوکر لگی مر گئے
کس قدر موت آسان ہے

جس کے لبس میں ہیں دونوں جہاں
زندگی اس پہ قربان ہے

قلب مضطرب میں یکتا میرے
آرزو ہے نہ ارمان ہے

جان جائے مگر ایمان نہ جائے بابا
اپنے کردار پہ اب آئینہ نہ آئے بابا

یاس و حرام ہی میں یہ عمر رواں گزری ہے
آج تک بھی کوئی انعام نہ پائے بابا

دنیا یہ بہری ہے سب لوگ یہاں گونگے ہیں
وہ ہے ناداں جو یہاں شعر سنائے بابا



غزل

ذرا خنجر چلا کر دیکھ لیجئے
 ہمیں بھی آتما کر دیکھ لیجئے
 سر آنکھوں پر بٹھالے گی یہ دنیا
 ہمیں اپنا بنا کر دیکھ لیجئے
 نظر میں کھل اٹھیں گے پھول لاکھوں
 ہمارا خوں بہا کر دیکھ لیجئے
 گریں گی بجلیاں لاکھوں ہزاروں
 ذرا پھر مسکرا کر دیکھ لیجئے
 چلے آئیں گے دعوی دار لاکھوں
 گھروندہ اک بنا کر دیکھ لیجئے
 ابھی کچھ لوگ ہیں سردھننے والے
 غزل نیکیتا کی گاکر دیکھ لیجئے

غزل

غم و آلام کی ہر آنچ میں تپنا ہوگا
دل کو آئینہ بنانا کوئی آسان نہیں

میں تو قانع ہوں مجھے چھوڑ دے حالت پریری
مجھ کو اب شکوہ کو تا ہی دامن نہیں

کیف وستی میں رہا کرتا ہے اکثر بیکتا
لوگ کہتے ہیں کہ وہ صاحب ایمان نہیں

غزل

ہے تمہارے قرب کی روشنی پیری راہیر پیری راہینما
یہ اندھیرے راہ کے ڈس نہ لیں مس ساتھ ساتھ رہا کرو

یونہی روز و شب جو ملو گے تم تو ٹھنکے فتنے عذاب کے
بڑے پر خطر ہیں یہ راستے درافاصلے سے ملا کرو

یہ ستم رسیدہ دہر ہیں یہ کہیں بساط الٹ نہ دیں
کبھی بات بڑھنے نہ پائے گی انہیں غور سے جو سنا کرو

کوئی راستے میں ٹھہر گیا کوئی منزلوں پہ پہنچ گیا
یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے نہ کسی سے کوئی گلہ کرو

غزل

تم نے جس کو چاہا تھا وہ مست قلندر کیا ہے
 چرچے ہیں اس دیوانے کے کوچوں میں بازاروں میں
 دوش نہ دینا اس ظالم کو ہم بھی خطا میں شامل تھے
 کچھ روزن ہم نے بھی کئے تھے اس گھر کی دیواروں میں
 آپ کی محفل آج نہ جانے کیوں ہے سونی سونی سی
 جانا پہچانا چہرہ تو ایک نہیں مہمانوں میں
 روپ بدلنے کے فن میں تو حضرت کیا ماہر ہیں
 دیوانوں میں دیوانے ہیں فرزائے فرزائوں میں

غزل

بڑے وثوق سے ہم نے خلوص بانٹا تھا
کسے خبر تھی کہ یاروں کے دل میں دھوکا تھا

ہمارا نام رہا جانے کیوں سرفہرست
ہزار ناموں سے یہ ایک نام چھانٹا تھا

کھلا نہ ہاتھ کبھی بند ہی رہی ^{مٹھی}
ہمارے ساتھ ہمارا ہی اپنا سایا تھا

تمام عمر رہا منہ کھلا ہوا یکسا
جب آنکھ بند ہوئی اپنے منہ پہ ڈھاتا تھا

غزل

اللہ کا ہم پر بڑا الغام ہوا ہے
سوچو تو ذرا کتنا بڑا کام ہوا ہے

دن بھر تو تڑپتا رہا دیوانہ تمہارا
بس آخرِ شب کچھ ذرا آرام ہوا ہے

دیوانہ تمہارا تو بڑے کام کا نکلا
بدنام ہوا ہے تو بڑا نام ہوا ہے

وہ بت کبھی خاطر میں نہ لاتا تھا کسی کو
اللہ کا احسان ہے اب رام ہوا ہے

کہتے ہیں جسے آپ سبھی یوسفِ یکتا
اس خاک نشین کا بھی بڑا نام ہوا ہے

غزل

فرست ذرا ملی تو بہت سوچنے لگے
اپنی ہر ایک بات مگر تو سنے لگے

پتھانی تھی گہری دھند فضائے بسیط پر
پھر بھی پرند ارٹنے کو پر تو سنے لگے

المی بساط کیسی یہ کیا ماجرا ہوا
جو کم سخن تھے لوگ بہت بولنے لگے

نرم سخن میں حضرت یکتا کی دھوم ہے
اب ان کے گیت کانوں میں رس گھولنے لگے

غزل

میری ناکامی حیات پہ دوست
ذکر میرا کہہاں کہہاں نہ ہوا

دل کی باتیں تمام دل میں رہیں
حالہ دل آج تک عیاں نہ ہوا

مسکراتے وہ آئے تھے لیکن
مدعاے دلی بیاں نہ ہوا

آرزو رہ گئی میاں یکتا
بُہت کافر وہ ہسریاں نہ ہوا



غزل

وہ ہمیں آزماتے رہے
ہم بھی دامن بچاتے رہے

زندگی کش مکش میں کٹی
پھر بھی ہم مسکراتے رہے

ان کی نظرِ کرم ہو گئی
حوصلہ ہم بڑھاتے رہے

ان کو دیکھا غزل ہو گئی
عمر بھر گنگناتے رہے

ہم مروت میں یکتا میاں
چوٹ پر چوٹ کھاتے رہے

غزل

اگر دم خم دل بسمل میں ہوگا
تماشہ کوچہ قاتل میں ہوگا

خلوص و پیار کی راہیں کٹھن ہیں
خدا جانے وہ کس منزل میں ہوگا

رہے گا وہ ہتھی دامال ہمیشہ
جو تیکھا پن کسی سائل میں ہوگا

ہمارے بعد ہی یکتا یقیناً
ہمارا ذکر ہر محفل میں ہوگا

غزل

نہیں ہے مئے نہ سہی دُردِ جام دے ساقی
عجیب لوگ ہیں کیسا سوال کرتے ہیں

وہ میرے ترکِ تعلق پہ ہو گئے برہم
ذرا سی بات کا اتنا ملال کرتے ہیں

جناب آپ نے ہم کو بھلا دیا یکسر
مگر ہم آپ کا ہر دم خیال کرتے ہیں

ہنسا ہنسا کے رلا دیتے ہیں میاں یکتا
جناب آپ بھی کیا کیا کمال کرتے ہیں





غزل

کیا کہتا ہے بھیتا کیا ہے
ابے لونڈے تجھے ہوا کیا ہے

دیکھ اچھی طرح اجالے میں
گھپ اندھیرے میں دیکھتا کیا ہے

دل دیا ہے تو جان بھی دے دے
ارے نادان سوچتا کیا ہے

بھڑکیسی ہے کوئے جاناں میں
”کچھ نہیں ہے تو پھر ہوا کیا ہے“

گاہے ہیں مگر نہیں معلوم
ٹھہری کیا اور دادرا کیا ہے

آہ! نیشن بھی بک گئی یا رو!
پاس یکتا کے اب رہا کیا ہے

غزل

غم مرے سب بھلا دیجئے
تھوڑی ونہسکی پلا دیجئے

دام بریانی کے ہیں بہت
صرف اڈلی کھلا دیجئے

کام منٹوں میں بن جائے گا
نوٹ "اودی" دکھا دیجئے

کام تو آپ سے ہے ہمیں
ہم کو ان سے ملا دیجئے

کون سنتا ہے پوری غزل
صرف مقطع سنا دیجئے

غزل

جس کا اونچا مکان ہے پیارے
آدمی وہ مہمان ہے پیارے

ڈاکٹر مصطفیٰ کمال اپنا
جانِ زندہ دلائل ہے پیارے

راستہ ہو ہی جائے گا اک دن
یہ جو اونچا مکان ہے پیارے

مال و اسباب کچھ نہیں اس میں
کیسی تیری دکان ہے پیارے

ساٹھ کا ہو گیا تو کیا یکتا
”دل ابھی تک جوان ہے پیارے“

غزل

زندگی جلتے گھر کا بانہ ہے
سونا سمجھے تھے یہ تو کانہ ہے

کسمپرسی کا دیکھیئے عالم
اپنے کندھوں پر اپنا لاشہ ہے

کون ناچے گا ایسی شادی میں
بیانڈ باجہ ہے اور نہ تاشہ ہے

کوئی دل گیر ہے کوئی مسرور
زندگی کا عجب تماشا ہے

لنگڑی لولی ہے اور کافی بھی
تو نے یکتا یہ کس کو پھانسا ہے

غزل

“HOW DO YOU DO”

”ہاؤ ڈو یو ڈو“ مزاج کیسا ہے؟
موڈ حضرت کا آج کیسا ہے؟

موٹے ٹمنستے ہیں چھوٹے روتے ہیں
دیکھو! اماں جی ”راج کیسا ہے؟“

چار سو بیس ہیں تو پھر ان کے
سر پر پھولوں کا تاج کیسا ہے؟

پیار کی نگری، میرے بھارت میں
بولو نیستا! نراج کیسا ہے؟

بھوکا رکھ کر مجھے وہ پورا دن
پوچھتے ہیں مزاج کیسا ہے؟

روکھی بھیسکی یہ دال نکوڑے
باسی گروڑے طحال نکوڑے

سوکھی رولی ٹنزے کی ہے پاشا
روغنی شیرمال نکوڑے

چار کوڑیاں بھلی پسینے کی
مفت کا ہم کو مال نکوڑے

میٹھے دو بول بسی محبت کے
الٹے سیدھے سوال نکوڑے

دکھنی کمبل بھلی ہے اے یکتا
نکو کشیری شال نکوڑے



لوگ کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں
ہم تو چھپ چھپ کے روز بیتے ہیں

دوست بھالنے ہزار دیتے ہیں
اور دشمن سبھال لیتے ہیں

تن پہ کپڑا نہ سر پہ سایہ ہے
بحینے والے تو یوں بھی جیتے ہیں

مار پر مار روز پڑتی ہے
ناز بیگم کے یوں بھی سہتے ہیں

آج یکتا سے آپ بھی ملے
شعریہ لا جواب کہتے ہیں





خوب کھاتا ہے پھر بھی اندر ہے
چھوٹا لونڈا بڑا دلدار ہے

آپ کیوں کھولتے ہیں آنکھیں
بند آنکھوں میں کیا سمندر ہے؟

دورِ حاضر کی دین ہے پیارے
ایک مفلس ہے اک تونگر ہے

پوترا، پوتری، نواسوں میں
ایک سے ایک بڑھ کے بندر ہے

ہم نے دیکھا نہیں ہے بیکتا کو
سنتے ہیں وہ بڑا قلندر ہے



پرہیز نہیں کرتے دوا کھاتے ہیں

بچے ہوں بڑے ہوں سبھی ڈر جاتے ہیں
ماموں جو لڑھکتے ہوئے گھر آتے ہیں

سمجھتے تھے محافظہ جسے قاتل نکلا
اب کہیے جناب آپ کیا فرماتے ہیں

پھرتے ہیں مزہ کرتے ہیں غنڈے سارے
معصوم ہیں جو لوگ سزا پاتے ہیں

لا حول پڑھو ایسے پیدر پیر یارو
لونڈوں کی کھائی پہ جو اتراتے ہیں

چیریں گے اندھیروں کا وہ سینہ کیسے
جو چاندنی راتوں میں بھی ڈر جاتے ہیں

کیا خاک تمہیں فائدہ ہو گا بیکتا
پرہیز نہیں کرتے دوا کھاتے ہیں



کُنچم اُنڈو
(تلگو واسیوں کی نظر)

ایّا کھانا بنا ریں کُنچم اُنڈو
اماں گانا گاریں کُنچم اُنڈو

انا بڑے وزیر بنے جب سے
چھوٹے تاج ریں گاریں کُنچم اُنڈو

اُنوں نکو بولے بھی تو لوگاں
پھولال بیتے جاریں کُنچم اُنڈو

نکلے جب سے شراب خانے سے
ماموں کلٹیاں کھاریں کُنچم اُنڈو

بڑے لوگاں بھی اب وٹامن سے آر
ڈرتے ڈرتے کھاریں کُنچم اُنڈو

غزلاں سننے تیسری یکتا گار
لوگاں آتے جاریں کُنچم اُنڈو

اب تو بچنا محال ہے...

صبح دم وہ برس پڑے مجھ پر
اب طبیعت بحال ہے پیارے

لب کشائی کی کیا ضرورت ہے
میری صورت سوال ہے پیارے

ناچتے نکالتے بن گئے سسائیم
واقعی یہ کمال ہے پیارے

ہاتھ میں ان کے آگیا بیلن
اب تو بچنا محال ہے پیارے

ساتھ بھی پار کر گیا ایکستا
اب تو کاکڑی الال ہے پیارے

غزل

ان میں صدیوں کا گھُپ اندھیرا ہے
کیا کرو گے نکال کر آنکھیں

ہوسکے گر تو پھر لگا لیجئے
کہہ رہے ہیں اچھاں کر آنکھیں

اتنا روئے کہ خوں امڈ آیا
اس نے رکھ لیں کھنگال کر آنکھیں

کہیں رسوا نہ آپ ہو جائیں
رکھتے صاحب سبھاں کر آنکھیں

ڈرنے والے نہیں ہیں ہم یکتا
مت ڈراؤ نکال کر آنکھیں

”خوش آمدید سال نو“

ہم تو قائل ہیں میاں ”جام سفا“ اچھا ہے
اور وہ کہتے ہیں کہ اسٹیل کا مال اچھا ہے

قحط آئیں گے نہ طوفان، نہ آئیں گے وبال
”اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

بات ملنے کی جو پوچھا تو کہا نہ وزیرِ جزا
نہ جواب اچھا ہے یارو نہ سوال اچھا ہے

سامنے ساس سر پیچھے ہیں سالی سالے
یہ بچھا رکھا ہے جو آپ نے جال اچھا ہے

سب سے اچھا ہے تو بس اچھا ہے یوسف بکتیا
نہ کمال اچھا ہے یارو نہ جمال اچھا ہے



غزل

تو رو رو کے سب کو ہنسا میرے پیارے
تماشہ نیا کچھ دکھا میرے پیارے

ہتھیلی میں جنت دکھا میرے پیارے
چونی کی بس ہے پلا میرے پیارے

بجائے گا کب تک یہ دھپڑا پرانا
نئی اب تو ڈفلی بجا میرے پیارے

ہو سر پیٹ کہ بمباٹ ، پاگل بھلاؤں
تو ان سب پہ سکے جما میرے پیارے

غزل

”دو گھونٹ کا میں ساقی الزام نہیں لوں گا“
 مٹکے کا میں عادی ہوں اک جام نہیں لوں گا

گھر جھاڑنے یولا تو جھاڑو ہی پھرا ڈالے
 اب بار و گران سے میں کام نہیں لوں گا

جی جان لڑا ڈالوں گلشن کو بن ڈالوں
 ”حق میرا مجھے دے دو انعام نہیں لوں گا“

سرکار کا وعدہ ہے وہ دیں گے اضافے دو
 میں تیسرے سچے کا اب نام نہیں لوں گا

جو تھی بھی ہوئی رخصت حد ہو گئی اب کیتا
 شادی کا مرے دم تک میں نام نہیں لوں گا

غزل

ہنستے ہنستے کسی کی گذر ہو گئی
روستے روستے ہماری بسر ہو گئی

آپ کی جس کسی پر نظر ہو گئی
اس تو نگر کی حالت دگر ہو گئی

جب ترنم کا اس نے سہارا لیا
اچھی خاصی غزل بے سحر ہو گئی

دو کے ہوتے سے ہے واقعی فائدہ
اک ادھر ہو گیا اک ادھر ہو گئی

پھبتیاں خوب کستے تھے لیکتا میاں
دارطہی اب آپ کی بھی چنور ہو گئی



نہ خمِ دل پھر ہرا ہو گیا
ڈاکٹر کا بھلا ہو گیا

کیوں نہ ڈوبے گی کشتی میاں
نا خدا جب خدا ہو گیا

دستِ نازک جب اُس نے رکھا
دردِ دل سے جدا ہو گیا

اُس نے شادی بڑھاپے میں کی
دوستوں کا بھلا ہو گیا

دوست بیکریتا کو دفنا چکے
فرصتِ ان کا ادا ہو گیا



غزل

اندھے بہرے حکیم جب سے گئے
دردِ دل کی دوا نہیں ملتی

ناس ہو جائے اس گرائی کا
چکنی چیٹری غذا نہیں ملتی

جو ہیں غنڈے مزہ میں ہیں باشا
ان کو کوئی سزا نہیں ملتی

علیش کر لیجئے میاں بالے
یہ جوانی سدا نہیں ملتی

بعد شادی کے حضرت یکتا
پھر کسی کی دعا نہیں ملتی

غزل

وہ آنے جانے لگے اب تو میرے گھر اکثر
تو لڑنے لگ گئی ان سے میری نظر اکثر

یہ کہہ کے رکتے سے اترے وہ "اورینٹ" کے قریب
خلوئے معدہ میں ہوتا ہے دردِ سر اکثر
"نظر لگے نہ کہیں میری کالی بلو کو"
اتارا کرتی ہے بیٹی کی ماں نظر اکثر

کہا یہ و غط میں حضرت نے، خلد اس کو ملے
جو نیک کام کرے آدمی بشر اکثر

وہ "منغزیات کی کھیر" اس لئے تو کھاتا ہے
ستایا کرتا ہے یکتا کو دردِ سر اکثر

ہیں کہاں اب غزل کے شیدائی

آپ بھی آ کے دیکھ ہی لیجئے
کیا نہیں ہے غریب خانے میں

سب میں گھس پٹ کے ہم نے دیکھ لیا
کوئی اپنا نہیں زمانے میں

فیٹول لون لے کے ماموں میاں
گھس گئے پھر شراب خانے میں

مار کھالیجئے حسینوں کی
رنگ آجائے گا فسانے میں

ہیں کہاں اب غزل کے شیدائی
فائدہ کیا ہے پھر سنانے میں

ہم نے یکساں وہ دور دیکھا ہے
پھول جھڑتے تھے مسکرانے میں

غزل

بے سبب وہ خفا نہیں ہوتے
کوئی تکرار ہو گئی ہوگی

میں بھی سینار ہو گیا اس سے
وہ بھی سینار ہو گئی ہوگی

خوں سے پیچی تھی ہم نے جو کھیتی
مالِ اغیار ہو گئی ہوگی

اب کہاں ڈھونڈنے چلے یارو
وہ گلی کے پار ہو گئی ہوگی

غم میں اس کے میں ہو گیا برچھا
وہ بھی تلوار ہو گئی ہوگی

میں بھی گلِ فام ہو گیا یکسا
وہ بھی دُوم دار ہو گئی ہوگی

غزل

ملی نہ رمی تو ٹھہرا پلا دیا کہ نہیں
میں باسی مرغیاں سب کو کھلا دیا کہ نہیں

میں کھوٹے سکے بھی یار و چلا دیا کہ نہیں
صفائی ہاتھ کی اپنے دکھا دیا کہ نہیں

ادھار کی جو ملی پی کے ہو گیا مدہوش
جناب شیخ کو چکلے لگا دیا کہ نہیں

میں چور ہوں مگر اپنے ہی باپ کے فن کا
غزل ترڑی کی تھی پھر بھی سنا دیا کہ نہیں

جو یار غار تھے فتنہ طراز تھے یکساں
انہیں پلا کے سڑک پر سلا دیا کہ نہیں



دوش کیوں دے رہے ہو غیروں کو
اپنا لونڈا خراب ہے باشا

ساس سرے بھی ہو گئے اخبان
اب تو جینا عذاب ہے باشا

کام اپنا ہے سارا چندوں پر
کیا حساب و کتاب ہے باشا

لوگ پیٹتے ہیں جشن کرتے ہیں
میرا پیتا عذاب ہے باشا

نام جس کا ہے یوسف یکتا
وہ پرانا نواب ہے باشا



غزل

دوستوں کو ہر وقت کھڑی کھلانا چاہیے
دشمنوں کو نیم کا شربت پلانا چاہیے

سر کو سہلانے سے پہلے سر کھجانا چاہیے
سنگِ مرمر ہو تو با شا سربٹھانا چاہیے

دوٹ لینے کے لئے لیڈر جو آئیں اپنے پاس
ان کو دس بارہ وقت یارو پھرانا چاہیے

آپ کی زندہ دلی مشہور ہے یکتا میاں
دوستوں کے ساتھ دشمن کو ہنسانا چاہیے

نذر حضرت اکبر الہ آبادی

۵۵ ۵۸
 اکھاؤں سے ہو گئے پچپن
 (REDUCTION) کیسا ہے پیارے یہ ریڈکشن

امیدوں پر پھر گیا پانی
 (EXTENSION) بولے سی ایم نو اکٹشن

عشق کی ٹم ٹم کیسے چلے گی
 (TENSION) ادھر بھی ٹنشن ادھر بھی ٹنشن

ونڈر فل یہ ساوند ہے پیارے
 چھنچھن چھنچھن چھنچھن چھنچھن

سرویس میں اب کہاں ہیں یکتا
 (PENSION) عرصہ گذرا ہو گئی پنشن



نہاری کچھے نہ مرغ و ماہی ہے
اے گرائی تیری رہائی ہے

سوکھی روٹی کبھی تو دلیہ کبھی
کیسی قسمت یہ ہم نے پائی ہے

اپنے حصے میں اُلبی دال کا کف
ان کے حصے میں گھی ملائی ہے

مل کے رہ تھانہ دار خالو سے
اس میں پیارے تری بھلائی ہے
بینٹ بھی تنگ ہے بلور بھی تنگ
نئے فیشن کی یہ سلانی ہے

سُج گئے جوڑ جوڑ یکمتا کے
کیسی تم نے دوا پہلائی ہے

باتوں باتوں میں لاکھوں کی جا گئی نا

تھے باتوں کو چھوٹی ننکو سمجھو
باتوں باتوں میں لاکھوں کی جا گئی نا

سربرری پوپلاسٹک کی مائی پڑے
روپ بدل بھی تو پہچان گئی نا

بارہ پھوٹ پو بھائی پاشا کے
بھابی بیگم میری قربان گئی نا

شیخیاں کیسے کیسے بگھاری تھیں
نکٹے باشا کی محفل میں شان گئی نا

س اس سرے زمانے تو کیا کیستا
میرے منے کی اماں تو مان گئی نا

غزل

گھورا تھا ان کو اک دن، بس بن گئے فسانے
 بی خالہ ان کی آگیتیں پیغام ہی بھانے
 دس سال میں لڑھک کر دسویں کو پاس کر لیوں
 آرتیں ہمارے سگے پھولوں ہمیں پہننا نے
 کل رات جا کو باوا ان کالے تھے ہاکہ
 آج آئینگے وہ شاید دکھڑا مجھے سنانے
 بہتی ہے الٹی گنگا الٹے ہیں سارے کاماں
 دفتر کو وہ گئے ہیں بیٹھا ہوں میں پکانے
 اختر جہان باجی اور ان کے سارے ساتھی
 شادی میں میری آرتیں ڈھولک کے گیت گلنے
 گھر آئے دوستاں سے بیوی پہاری بولیں
 باہر گئے ہیں یکمسا چیل بری سلانے

غزل

ہم ہیں بوڑھے تو وہ ہیں مستِ شباب
ہے برابر مگر حساب و کتاب

میرے دل میں ہے دوستوں کا حساب
دوست ہیں اک کھلی ہوئی سی کتاب

زندگی آج ہو گئی ارزاں
ٹوٹ جاتے ہیں لوگ مثلِ حساب

روبرو ہو کے یہ کہا اس نے
تم ہمارے ہو تم سے کیسا حجاب

راہِ حق سے جو ہٹ گئے باشا
ان پہ نازل ہوا خدا کا عذاب

آپ پیچھے ہیں کیوں میاں بیکتا
لوگ سارے لگا رہے ہیں خضاب

غزل

خوب گھوما ہوں تھک گیا ہوں میاں
 گرنے والا ہوں پک گیا ہوں میاں
 لوگ کہتے ہیں، سچ ہی کہتے ہیں
 راہ اپنی بھٹک گیا ہوں میاں
 خواہش خورمے تو لے ڈوبی
 ڈالیوں میں اٹک گیا ہوں میاں
 میری ہی آرزو میں ہیں سب لوگ
 در بدر یوں ہلک گیا ہوں میاں
 بات کیا ہے کہ سب کی آنکھوں میں
 کس لئے میں کھٹک گیا ہوں میاں
 بات محدود کب ہے یکتا تک
 اب تو میں بھی سٹک گیا ہوں میاں



غزل

وہ سمندر کے پار ہیں پیارے
ہم یہاں بے قرار ہیں پیارے

کون کرتا ہے دیکھیں چارہ گری
دامن تار تار میں پیارے

لاکھ دشمن ہوئے تو کیا غم ہے
دوست، ستر ہزار میں پیارے

پھول ہی پھول ان کے دامن میں
اپنی قسمت میں خار ہیں پیارے

منزلِ عشق پر دھرا کیا ہے
صرف جوتوں کے بارھیں پیارے

دخترِ زر نہ مرغ و ماہی ہے
کیسے لیل و نہار ہیں پیارے

شاہِ محسن کمال اور مضطر
یہ میرے یار غار ہیں پیارے

سن کچھ یکتا کی داستانِ الم
لوگ سب اشکیار ہیں پیارے



غزل

مُرغ دم کا کھلا کر دیکھ لیجئے
ذرا ٹھہرا پلا کر دیکھ لیجئے

کٹیں گی مرغیاں لاکھوں کروڑوں
ذرا دھونی رما کر دیکھ لیجئے

فرق "یکتا" میں اور شبہم میں کیا ہے
غزل دونوں کی گاکر دیکھ لیجئے

کھلیں گے بھول متقل میں ہزاروں
ہمارا خوں بہا کر دیکھ لیجئے

بجیں گے چار سو طبلے ہی طبلے
غزل یکتائی گاکر دیکھ لیجئے



غزل

وہ تو خوابوں میں آتے رہے
 اور ہم سر کھجاتے رہے
 مار بیگم کی پڑتی رہی
 اور ہم مسکراتے رہے
 ناچ کر ناچ تگنی کا ہم
 ہر کسی کو بچاتے رہے
 طرف دیکھے صہارا کوئی
 خود نہ کھایا کھلاتے رہے
 بیچ کے جھکے بیگم کے ہم
 دوستوں کو پلاتے رہے
 شور ہوٹنگ کا بڑھتا رہا
 شعر پھر بھی سناتے رہے
 شاعری کر کے یکتا میاں
 رنگ سب پر جھاتے رہے

دلِ دوستاں سے
میت



تاثراتِ معاصرین



صلح الدین نیر	مہذب انسان :- بہتر شاعر	○
رئیس اختر	یوسف یکتا میری نظر میں	○
ڈاکٹر اطہر افسر	یوسف یکتا ایک عمدہ شاعر	○
شاغل ادیب	یوسف یکتا کی مزاحیہ شاعری	○
ریاست علی تاج	یوسف کی پیار بھری شخصیت	○

تاشرات

رضا وصفی	○
عادل راشد	○
شاہد صدیقی (دہلی)	○
یم نائے عزیز عطاری	○



صلاح الدین سنیر

”کھگشتاں“ — طے پٹی، حیدرآباد

مہذب انسان — بہترین شاعر (یوسف یکتا)

ایک ایسا نیک صفت، نیک خو، شریف النفس، مروت شناس
بُردبار اور مہذب انسان جب زندگی کے ہر شعبہ میں نیک نامی کے ساتھ
اپنی پہچان بڑھاتا ہو، اُسکی طرزِ حیات، رکھ رکھاؤ، رواداری اور
صلح پسند طبیعت کے بارے میں ہر اُس شخص کی اچھی رائے ہوگی جو شائستگی
شرافت اور انسان دوستی کے رموز سے ہم کنار رہا ہو۔

معاشرے میں ہم کو ایسے ہی لوگ ملتے ہیں جنکی ساری زندگی کشمکش
حیات، حالات کی بے راہ روی اور عیشہ زنی سے دوچار ہوتے ہوئے بھی
مسکراتے ہوئے لمحات سے وابستہ رہا کرتی ہے۔ بکھری ہوئی کائنات میں
جب سلجھے ہوئے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے تو آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو
سرور اور زندگی میں ایک خوشگوار لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان ہی کیفیات
سے وابستہ یوسف یکتا کی ذات بھی ہے۔

یوسف یکتا، نہایت باوقار، معتبر، نرم گفتار اور شائستہ انسان
ہیں۔ جب کبھی بھی یوسف یکتا سے ملاقات ہوتی ہے تو مجھے بے حد مسرت
محسوس ہوتی ہے۔ زندگی کے ساتھ ان کا رویہ شریفانہ، مصلحانہ اور
روادارانہ رہا کرتا ہے۔ ان کے چہرے کی مسکراہٹ یہ بتاتی ہے کہ

وہ پُر سکون اور مطمئن زندگی گزار رہے ہیں۔ محتاط روی انسان کو شائستہ بنادیتی ہے۔ ملنساری، خوش اخلاقی کامیاب زندگی کے لئے سرفیقہ رساں ہوتی ہے۔ ایسی تمام خصوصیات بھی یوسف یکتا کی شخصیت کا ایک حصہ ہیں۔

یوسف یکتا میرے شاعر دوست ہیں۔ ان سے میری رسم و راہ بہت پرانی ہے۔ کوئی ۲۵ سال پہلے کسی مشاعرہ میں ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ یوسف یکتا ایک ایسے شاعر ہیں جن کے کلام کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی شاعری کا رشتہ کلاسیکیت سے بہت قریب ہے۔ عصر حاضر کے تخلیقی معیارات پر ان کا کلام بڑی طرح اترتا ہے۔ یوسف یکتا ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ مشاعروں کی ہنگامہ آرائی سے دور رہتے ہوئے اپنی دنیا میں خوش ہیں۔ ان کا کلام روزنامہ سیاست، ہفتائے دکن اور متصف کے علاوہ ملک کے ادبی رسائل میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ یوسف یکتا کو زمانہ طالب علمی سے ہی شعر و ادب کا ذوق ہے۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ حیدرآباد کے جید اساتذہ سخن کو بھی انہیں سننے کا موقع ملا۔ یوسف یکتا کئی ادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں۔ اردو کے ایک خاموش خدمت گزار ہیں۔ سکندر آباد کی مشہور ادبی انجمن اردو رائٹرز فورم کے صدر ہونے کے علاوہ انجمن مجیدان اردو سکندر آباد کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ یوسف یکتا کے اس مجموعہ کلام (گونگی دعا) میں قارئین کو اپنی پسند کے اچھے اچھے شعر مل جائیں گے۔ اس لئے میں نے اشعار نوٹ نہیں کئے ہیں جو کچھ لکھا ہے میرے شخصی تاثرات ہیں۔ ایسے ہی تاثرات تمام شاعر دوستوں کے بھی ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مجموعہ کلام کی ادبی حلقوں میں اچھی خاصی پذیرائی ہوگی۔ ••

رئیس اختر

یوسف یکتا میری نظر میں

سدا پانچ خلوص مجسم شرافت اور پیکر اخلاق اگر کسی شخصیت کو کہا جاسکتا ہے تو وہ یوسف یکتا کی شخصیت ہے۔ سکندر آباد کے بزرگ اور نامور شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یوسف یکتا بنیادی طور پر سنجیدہ شاعر ہیں۔ نیک سیرت اور رسول پاک سے والہانہ عقیدت بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں سادگی، روانی اور برجستگی پائی جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں عصرِ جدید کا کرب و آگہی کا احساس بھی ملتا ہے۔ ترقی پسندی کے ساتھ ساتھ انہوں نے کلاسیکی ادب سے بھی اپنا رشتہ استوار رکھا ہے۔ ان کے کلام میں قدم و جدید رنگ کا خوبصورت امتزاج ملتا ہے۔ ان کا مجموعہ "گونگی دعا" ادب نوازوں کی محفل میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

ڈاکٹر اظہار افسر
فی۔ آئی۔ ایم۔ سی

یوسف یکتا

ایک عمدہ شاعر، ایک با اخلاق انسان

جناب یوسف یکتا سکندریہ آباد کی ادبی دنیا کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے کلام شاعر پر وگرام میں آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے پہلی بار کلام سنایا اور ستائش کے سینکڑوں خط وصول ہوئے۔ آپ ملک کے اچھے معیاری پیرچوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور پسند کئے جلتے ہیں۔ حضرت عارف ابوالعلائی جو تاریخ گوئی کے مسلم الثبوت شاعر تھے آپ ان کے شاگرد ہیں۔ اسی لئے کلام میں سلاست، روانی، عشق و شغف کے ساتھ ساتھ کہنہ مشقی کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک عمدہ شاعر ہونے کے باوجود نہایت با اخلاق اور لیں ترانیوں سے دور ہستی رکھتے ہیں۔ شخصیت کے ساتھ کلام میں بھی عاجزی، انکسائی اور نرمی پائی جاتی ہے۔ مزاح میں بھی طبع آزمائی کی ہے مگر انداز سب سے الگ اور منفرد ہے، اپنی قوم، اردو زبان ادب و تہذیب کے ساتھ ساتھ خدمت کا جو بے پایاں جذبہ آپ میں ہے قابل قدر ہے۔

شعری مجموعے ”گوئی دعا“ کے لئے بے بانگ دہل دعا کرتا ہوں کہ وہ مقبولیت کے بام عروج پر پہنچے۔

شاغل ادیب
ایم۔ اے

یوسف یکتا کی مزاحیہ شاعری

جس طرح پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، جنھیں رشید احمد صدیقی نے اپنی تصنیف ”جدید غزل“ میں انیسویں صدی کے غزل گو یوں میں صفِ اول کا شاعر قرار دیا ہے، کبھی کبھی اپنے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے غزل گوئی کے علاوہ قطعات بھی کہہ لیتے تھے۔ اسی طرح جناب یوسف یکتا صاحب بھی منہ کا مزہ بدلنے کے لئے سنجیدہ شاعری کے علاوہ مزاحیہ اشعار بھی کہہ لیتے ہیں۔ ان کے مزاحیہ کلام کے مطالعہ سے جو تھامتر طنز و مزاح کے نمائندہ جریڈے ”شگوفہ“ کی زینت بھی بن چکا ہے۔ سماجی برائیوں، سیاسی بد نظمیوں، انفرادی بد حالی اور اجتماعی بوجھلہٹ کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ چند شعر دیکھیے گا۔

جو ہیں غنڈے مزے میں ہیں باشا — ان کو کوئی سزا نہیں ملتی
تن پہ کپڑا نہ سر پہ سایہ ہے — جینے والے تو یوں بھی جیتے ہیں
چار سو بیس ہیں تو پھر ان کے — سر پہ پھولوں کا تاج کیسا ہے
آپ پیچھے ہیں کیوں میاں یکتا — لوگ سارے لگا رہے ہیں خضاب
لا حول پڑھو ایسے پدر پر یارو — لونڈوں کی کھائی پہ جواتراتے ہیں
میں چور ہوں مگر اپنے ہی باپ کے فن کا — غزل تڑی کی تھی پھر بھی سنایا کہ نہیں

جناب ریاست علی تاج ایم اے
(موظف لکچرار کریم نگر)

میرے لئے یوسف کیسا ایک پیار بھری (Lovable) شخصیت کا نام ہے۔ میں انہیں بحیثیت شاعر اور سرکاری عہدہ دار کوئی تیس بیس سال سے جانتا ہوں۔ یوسف کیسا بحیثیت ڈی ٹی او کریم نگر تشریف لائے تھے، ناصر صدیقی مرحوم کی وجہ سے کریم نگر میں بڑی عمدہ محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں جہاں کیسا صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا یہ یاد گاہ اور مفید محفلیں یاد آتی ہیں تو عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ برادر با اخلاق، معاملہ فہم، منتظم اور دل دردمند رکھنے والے اشعار و ادب کی دنیا میں ایسے محاسن و شائق کم لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ یوں بھی وہ ایک ایسی پیڑھی سے تعلق رکھتے ہیں جن کے لئے یہی خضائص گویا سرمایہ حیات ہوا کرتے تھے۔ قسمت سے انہیں حیدرآباد کے بعض بڑے اور اچھے شاعروں کی صحبتیں نصیب ہوئیں دراصل کتابی علم سے زیادہ یہ علمی محبتیں ہی فنکارہ مابخمتی سنوارتی ہیں۔ حسن اتفاق کہ ان میں سے بعض بزرگوں سے مجھے بھی استفادہ کا موقع ملا ہے۔ رضی الدین حسن کیفی اپنے وقت کے جید اساتذہ میں سے تھے۔ علی اختر نے نظم گوئی میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ حضرت عبدالقیوم خاں باقی، اقبال اور کارل مارکس کے پرستاروں میں تھے۔ شاعری کے علاوہ سجاد نازی اور ڈرامہ نگاری بھی ان کے محبوب مشغلے تھے۔ جن لوگوں نے ان حضرات

کی محفلیں دیکھی ہیں، وہ جانتے ہیں کہ کیسا ادب نواز ماحول ان بزرگوں کی معیت میں میسر آتا تھا۔

یوسف یکتا صاحب ایسے ہی ایک عالم شاعر، محفرت عارف ابو العلاء کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں جن کی مہارتِ تاریخ گوئی کے قائل بڑے بڑے اہل علم ہیں۔ قاضی انجم عارفی اور پروفیسر امیر عارفی (دلی یونیورسٹی) ان ہی کے نامی گرامی سپوت ہیں۔ جس شاعر کو، اچھا ماحول، عمدہ صحبتیں اور شائستہ و نچہ کار اساتذہ ملیں، بلاشبہ وہ اس لائق ہوتا ہے کہ اسے پڑھا جائے، سنا جائے بلکہ خود اس سے علمی استفادہ حاصل کیا جائے۔ یوں بھی وہ مجھ سے سینئر ہیں۔ ستر کے پیٹے میں ہوں گے۔ چنانچہ اتنے برسوں کے تجربے اور مشاہدے بھی ان کے کلام میں لازماً در آئیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ ان کے بارے میں لکھنے کا مجھے شرف ملا ہے۔

یوسف یکتا کا یہ مجموعہ کلام ”گونگی دعا“ پہلی بار منظر عام پر آ رہا ہے۔ بھلا ہو اردو اکادمیوں کا کہ ان کی مالی امداد (جزوی ہی سہی) کے سبب کچھ لائق اور اہل ہستیوں کے رشحاتِ قلم بھی روشنی کا منہ دیکھنے لگے ہیں۔ ”گونگی دعا“ دراصل ان کی ایک موثر نظم کا عنوان ہے، اسی کو مجموعہ کا نام قرار دیا ہے۔ مجھے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے، اپنے تاثرات قلمبند کرتا ہوں۔

”گونگی دعا“ کا مسودہ میں نے دیکھا۔ اس میں 7 نعیتیں، 11 نظمیں، 16 قطععات اور 5 غزلیں شامل ہیں۔ آخر میں پتہ نہیں کیوں لکھتا نے اپنا مزاحیہ کلام بھی (55 غزلیات) شامل کر دیا ہے۔

یہ سوچ نہ لگاتے تو اچھا ہوتا۔ بہر حال کلام کیلئے مطالعہ سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ شاعر پیر گو اور پختہ مشق ہے اور اس کے یہاں کہنے کو بھی بہت کچھ ہے۔ زبان و بیان درست، طرزِ ادا صاف، اور موادِ عصر حاضر کا غماز۔ انہوں نے روایت کی پاسداری بھی کی ہے اور کچھ نئی باتوں کو بھی اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ ان کا کلام گل و بلبل کی داستان ہی نہیں عصری حسیت کا غماز بھی ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ

کچھ نئی باتوں کو اپنایا ہے ازراہ خلوص
کچھ روایات کو سینہ سے لگا رکھا ہے

مجھے یقین ہے کہ ”گونگی دعا“ کا قاری مایوس نہیں ہوگا۔ اسے پڑھ کر نئے اور پرانے دونوں مکاتیب فکرِ لطف اندوز ہوں گے۔



جناب رضا وصفی صاحب

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ادب کے دو بڑے دبستان ہیں (میر اور غالب) اور ان میں کئی گروہ ہیں۔ یوسف یکتا صاحب کا تعلق کس گروہ سے ہے یہ تو نقاد ہی بتا سکتا ہے۔

ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ہر مکتبِ سخن سے فیض اٹھایا ہے (میت نہیں کی) یکتا صاحب کا ذہن پیچیدہ نہیں ہے۔ وہ غموں، علامت و استعارے میں نہیں پیکر کی زبان میں بات کرتے ہیں۔

اُن کو پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ اُن کی شاعری بیانیہ ہے اور اس سے انہوں نے بڑا کام بھی لیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اشعار میں جن تجربات کا اظہار کیا ہے اُن کو جاننے کے لئے کسی دور از کار حوالہ کی ضرورت ہے نہ کسی خاص اصطلاح کی۔ ان کے اشعار غیر پیچیدہ رہ کر بھی تجربہ کا مفصل اظہار ہیں اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ "علامت" استعارہ سے عادی سیدھا سادہ فن بھی اپنے زمانے کے اسرار کا حامل ہو سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سادگی میں گیر کاری۔۔۔ بخودی میں ہشیاری کا اگر مہیاں لیا ہے۔ اسی لئے تو وہ پچھلے بیس برس سے بڑی دلجمعی سے شعر کہہ رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ کہ اب اُن کا مجموعہ کلام (گونگی دعا) منظر عام پر آ رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام شائقین شعر و ادب میں اسکی پذیرائی ہوگی۔

جناب عادل راشد، بی۔ کام

ہانی رکن نیرنگ، اب، میٹروپولیٹن

سکندر آباد کے شعرا میں جناب یوسف یکتا کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ گزشتہ تین دہوں سے اردو شعر و ادب کی بے لوث خدمت انجام دے رہے ہیں۔ میں نے انہیں متعدد رسائل و اخبارات میں پڑھا ہے اور ان گنت مشاعروں میں شخصی طور پر سنا بھی ہے۔ آپ مرفہ اچھا کہتے ہیں بلکہ اچھا پڑھتے بھی ہیں۔ آپ کے کلام میں کلاسیکیت اور ترقی پسند رجحانات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ان کا زیر اشاعت مجموعہ "گونگی دعا" مقبولیت حاصل کرے گا۔

شاہد صدیقی

ایڈیٹر "نئی دنیا" نئی دہلی

• سکندر آباد کے ادبی حلقوں میں جن چند ناموں کو انتہائی عزت اور احترام حاصل ہے ان میں جناب یوسف یکتا کا شمار ہوتا ہے۔
 طویل عہد کی ہنرمندی اور پیرانہ وقار جناب یوسف یکتا کی شاعری کا خاصہ ہیں، حیدر آباد ریڈیو ہویا ہندوستان کے معروف معیاری رسائل و اخبارات ہوں جناب یوسف یکتا کا نام سننے اور پڑھنے کو ملتا رہتا ہے۔ ••

ایم اے عزیز عطاری عزیز اجیری
 (دھرمکار محل سکندر آباد)

• جناب یوسف یکتا سکندر آباد کے کہنے مشق، بزرگ استاد شاعر ہیں۔ ان کا دل نوازہ سحر آگہیں ترنم ان کی شاعری کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے۔ ••

اظہارِ شکر

میں ممنون و مشکور ہوں

۱۔ میری لڑکیوں نفیس (یم لے) اور ہاجرہ (ایم لے) فریخ اسکالر کا جنھوں نے خلوصِ دل سے دعا کی کہ میرا شعری مجموعہ شائع ہو۔ اور وہ شائع ہو گیا۔

۲۔ اپنی شریکِ حیات فاطمہ یوسف کا جنھوں نے اس مجموعہ کا نام تجویز کیا۔
۳۔ عزیز دوست ممتاز شاعر محسن جگنائی کا جنھوں نے نظموں، غزلوں کے انتخاب میں اپنے مشوروں سے نوازا۔

۴۔ ممتاز شاعر و ادیب شاغلِ ادیب ایم لے کا خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ موصوف اس کتاب کی کتابت سے طباعت تک ہر مرحلہ پر پیش پیش رہے ورنہ اس مجموعہ کا زیورِ طبع سے آراستہ ہونا ناممکن تھا۔

۵۔ ممتاز شاعر صلاح الدین صاحب نیئر کا جنھوں نے ہر موڑ پر میری ہمت بندھائی۔
۶۔ اپنے کرم فرما ڈاکٹر عبدالصمد صدیقی فاضل اور دیگر تمام احباب کا جنھوں نے ہر مرحلہ پر مجھ سے تعاون فرمایا۔

۷۔ نیرنگ ادب پبلیکیشنز حیدرآباد کا جو اس کتاب کے ناشر ہیں۔

یوسف یکتا

حیدرآباد کے یونانی دواساز اداروں میں
ایک اہم و معتبر نام

محمدانی فارمیسی

مشیر آباد

چالیس سالہ تجربہ کار { محمد عبد الصمد صاحب محمدانی فاضل
ڈاکٹر و حکیم

کی ایجاد کردہ تیز بہد فربہ یونانی ادویات

• محمدانی پیرطائف : دماغی کمزوری دور کرتا ہے۔ بالوں کو بھڑکنے سے
بچاتا ہے۔ انہیں بڑھاتا ہے۔ سیاہ چمکدار اور ملائم بناتا ہے۔ بال خورہ (چم جون)
میں بھی کارآمد ہے۔ بالوں میں موجود جوتوں کا صفایا کرتا ہے۔

• معجونِ انرجی : معجونِ قوتِ باہ ہے۔ تمام جنسی کمزوریوں اور بیماریوں
کو دور کرتا ہے۔ حافظہ کو بڑھاتا ہے۔ بدن میں قوت اور
طبیعت میں نشاط پیدا کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو خوش گوار بناتا ہے۔

• حلوۂ نسواں : تمام نسوانی بیماریوں کو ختم کرتا ہے۔ کمزور اور وقت
سے پہلے پوڑھی معلوم ہونے والی عورتوں کو تندرست اور صحت مند بناتا ہے
ان کے چہروں پر نکھار لاتا ہے۔

• حبِ انرجی : قوتِ باہ کو بڑھاتے ہوئے جنسی کمزوریوں کو دور کرتا ہے

• محمدانی نمہ : قوتِ بینائی کو روشن تر بناتا ہے۔ اس کا مسلسل
استعمال آنکھوں کی تمام بیماریوں کو ختم کر دیتا ہے۔

ملنے کا پتہ

محمدانی فارمیسی (رجسٹرڈ)

نیک نیتوں کے ساتھ



ظفر احمد سیٹھی

2 - 4 - 544

ننگہ گٹہ سکندر آباد



نیک خواہشات کے ساتھ

پیر کم ٹریڈرس

کاشن کلاتھ، کاشن کینواس، کار اور
اسکوٹر کور کی بہترین کوالٹی کے لئے
یاد رکھیے

شاپ نمبر 22-23/294-7-22، روبرو

سالار جنگ مارکٹ، دیوان دیوڑھی

حیدرآباد 500002، (دہلی پٹی)



جامہ زیبی بھی عجب شے ہے زمانے میں صفی
ایسے ویسے بھی نگاہوں میں کھٹک جاتے ہیں

اس شعر کی روشنی میں

اپنی پسند کے ملبوسات کے لئے
تشریف لائے

تن زیب شوروم

پُرکشتی، لیسٹ اور بہترین شلوار قمیض کا نیا اسٹاک

سکندر آباد میں خواتین کا پسندیدہ واحد شوروم

نزد مجسمہ مہاتما گاندھی، ایم جی روڈ
سکندر آباد (لے پی)

فون: 814850

نیک خواہشات کے ساتھ

شادی، بیاہ اور دیگر تقاریب کیلئے

شہر سکندر آباد میں موزوں و مرکزی مقام

شادی خانہ کچھی مہمین جماعت

(رجسٹرڈ نمبر ۵۵۲/۸۵)

نملہ گٹ، رام گوپال پیٹ، سکندر آباد نزد مسجد نملہ گٹ

مناسب معاوضہ پر پاکیزہ ماحول، شہر کے بیشتر محلہ جات

بازار و مارکٹ سے قریب • جملہ سہولتوں سے آراستہ

• کٹادہ ہال • لائٹ پنکھے • چوبیس گھنٹے پانی

• روشنی • کراکری • کٹلری • شامیانے • دیگیں

• شطرنجیاں وغیرہ کی سپلائی کا انتظام •

■ شادی خانہ صبح ۸ بجے تا شب ۲ بجے کھلا کیا جا گا۔

بلنگ کیلئے: مقتطم صاحب کچھی مہمین جماعت نملہ گٹ سکندر آباد سے رابطہ پیدا کریں

اوقات: صبح ۸ بجے تا شام ۵ بجے، جمعہ کو تعطیل رہے گی۔

نیزنگ ادب پبلیکیشنز کی مطبوعات

• دکھوں کا سمندر { شعری مجموعہ | شاعری ادیب
سکھوں کا جزیرہ 1994 ایم اے

• گونجی دعا [مجموعہ کلام | یوسف بیکتا
1994

• ذکرِ اعظم [نعتوں کا مجموعہ | شاعری ادیب ایم اے
1989

(مغربی بنگال اردو اکاڈمی الیازا یافتہ)
یہ کتاب ہندی رسم الخط میں بھی نئی نعتوں کے اضافے اور حضرت
شالوق جلال ناگپوری کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔

• دربارِ کرم [منقبتوں کا مجموعہ | شاعری ادیب ایم اے
1991

• انتخاب کلامِ عبرت سکندر آبادی (زیر طبع)

• حروفِ تابندہ - نثری مضامین کا مجموعہ [شاعری ادیب
ایم اے 1993

• آتشِ دروں - مجموعہ کلام، علامہ تلج قریشی [زیر طبع

نیزنگ ادب پبلیکیشنز، 3/9/304-4-1

صدیق نگر، مشیر آباد، حیدرآباد 500048